عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۱۲ تا ۱۸ / رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق ۷ تا ۱۳ نومبر ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۲۴

قیمت: ۷ روپے

قرآن اور عقیدۂ توحید

سیرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک نظر

عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی سے خصوصی ملاقات

حیا و غیرتِ ایمانی

اقلیم علم کا تاجدار

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.com

اگر ایسی چیز نگل جائے جو غذا یا دوا نہ ہو تو صرف قضا واجب ہوگی:

س:...... زید روزے سے تھا' اس نے سکہ نگل لیا' اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا روزہ ٹوٹ گیا؟ کیا اس روزے کی صرف قضا واجب ہوگی یا کفارہ بھی ہوگا؟

ج:...... کوئی ایسی چیز نگل لی جس کو بطور غذا یا دوا کے نہیں کھایا جاتا تو روزہ ٹوٹ گیا اور صرف قضا واجب ہوگی' کفارہ واجب نہیں۔

سحری ختم ہونے سے پہلے کوئی چیز منہ میں رکھ کر سوگیا تو روزے کا حکم:

س:...... میں رمضان المبارک کے مہینہ میں چھالیہ اپنے منہ میں رکھ کر بستر پر لیٹ گیا' خیال یہ تھا کہ میں اس کو اپنے منہ سے نکال کر روزہ رکھوں گا۔ اچانک آنکھ لگ گئی اور نیند غالب آگئی' جب اٹھا تو سحری کا ٹائم نکل چکا تھا' اس وقت چھالیہ اپنے منہ سے نکال کر پھینک دی اور کلی کرکے روزہ رکھ لیا' کیا میرا روزہ صحیح ہوگیا؟

ج:...... روزہ نہیں ہوا' صرف قضا کریں۔

روزے میں دانتوں میں پھنسے ہوئے گوشت کے ریشے نگلنے کا حکم:

س:...... میں نے ایک دن سحری گوشت کے ساتھ کی' دانتوں میں کچھ ریشے پھنسے رہ گئے' صبح نو بجے کچھ ریشے میں نے دانتوں سے نکال کر نگل لئے' اب آپ بتائیں کیا میرا روزہ ٹوٹ گیا؟

ج:...... دانتوں میں گوشت کا ریشہ یا کوئی چیز رہ گئی تھی' اور وہ خود بخود اندر چلی گئی تو اگر چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو روزہ جاتا رہا' اور اگر اس سے کم ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر باہر سے کوئی چیز منہ میں ڈال کر نگل لی تو خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

روزہ کی حالت میں پانی میں بیٹھنا یا تازہ مسواک کرنا:

س:...... روزے کی حالت میں بار بار یا زیادہ دیر تک پانی میں بیٹھے رہنے یا بار بار کلیاں کرنے یا تازہ مسواک مثلاً نیم' کیکر' پیلو وغیرہ کی کرنے سے روزے کو نقصان کا احتمال تو نہیں؟

ج:...... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسواک تو مکروہ نہیں۔ مگر بار بار کلی کرنا' دیر تک پانی میں بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔

کسی عورت کو دیکھنے یا بوسہ دینے سے انزال ہوجائے تو روزے کا حکم:

س:...... بغیر جماع کے انزال ہوجائے تو کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج:...... اگر صرف دیکھنے سے انزال ہوجائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا' لیکن لمس' مصافحہ اور تقبیل (بوسہ لینے) سے انزال ہوجائے تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی۔ کفارہ لازم نہیں آئے گا۔

انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

س:...... گزشتہ رمضان میں کانچ سے میرا ہاتھ زخمی ہوگیا تھا' زخم گہرا تھا' لہٰذا ڈاکٹر نے ٹانکے لگانے کے لئے مجھے ایک انجکشن بھی لگایا اور کوئی چیز بھی سنگھائی۔ پانی پینے کے لئے ڈاکٹر نے اصرار کیا' مگر میں نے روزہ کی وجہ سے پانی نہیں پیا۔ وہاں سے فراغت کے بعد میں ایک مولوی صاحب کے پاس گیا' جن سے ذکر کیا کہ مجھے انجکشن دیا گیا اور پھر ٹانکے لگائے گئے۔ تو انہوں نے کہا کہ تمہارا روزہ ٹوٹ گیا پھر وہ خود ہی میرے لئے دودھ اور ڈبل روٹی لائے اور کہا کہ کھاؤ' اس پر میں نے وہ چیزیں کھالیں' تو کیا اب اس روزہ کے بدلہ ایک روزہ کی قضا ہوگی؟ اور میرا یہ عمل ٹھیک ہوا یا نہیں؟

ج:...... انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا' لیکن آپ نے چونکہ مولوی صاحب کے "فتوے" پر عمل کیا ہے' اس لئے آپ کے ذمہ صرف قضا ہے' کفارہ نہیں۔

روزہ دار نے زبان سے چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا:

س:...... اگر کسی نے روزہ کی حالت میں کوئی چیز چکھ لی تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج:...... زبان سے کسی چیز کا ذائقہ چکھ کر تھوک دیا تو روزہ نہیں ٹوٹا' مگر بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

منہ سے نکلنے والے خون کو نگلنے کا حکم:

س:...... ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں میرے منہ سے خون نکل آیا اور میں اسے نگل گیا' مجھے کسی نے کہا کہ تمہارا روزہ نہیں رہا۔ کیا واقعی میرا روزہ نہیں رہا؟

ج:...... اگر خون منہ سے نکل رہا تھا' اس کو تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا' البتہ اگر خون کی مقدار تھوک سے کم ہو اور حلق میں خون کا ذائقہ محسوس نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۲ شمارہ: ۲۴ ۱۸ تا ۲۴ / رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۳ تا ۱۹ / نومبر ۲۰۰۳ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہ
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ 4
عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے 5
(مولانا محمد اکرم طوفانی)
قرآن اور عقیدہ توحید 6
(ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی)
روزے میں کوتاہیاں اور ان کا تدارک 11
(حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)
حیا اور غیرت ایمانی 13
(ڈاکٹر عبدالحی)
سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک نظر 17
(مولانا محمد عاشق الٰہیؒ)
اقلیم علم کا تاجدار 21
(مولانا سعید احمد جلال پوری)

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، عمارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۱۰۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 یا اکاؤنٹ نمبر 2-827 الائیڈ بینک لمیٹڈ اسلامی مارکیٹ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبولیت اسلام میں تسلسل اور امت مسلمہ کا فریضہ

پاکستان کے صوبہ پنجاب کے علاقے حافظ آباد میں صرف ایک ہفتے کے دوران محض چند دنوں کے وقفے سے مجموعی طور پر سولہ افراد نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں قادیانیت سمیت مختلف مذاہب کے مذہبی پیشواؤں' اہم شخصیات اور عام پیروکاروں کے اسلام قبول کرنے کی جو لہر چل رہی ہے' مذکورہ بالا واقعات اسی کا تسلسل ہیں۔ قادیانی جماعت میں شکست و ریخت کا جو عمل چل رہا ہے' اس کے نتائج بڑی تعداد میں قادیانیوں کے قبول اسلام کی شکل میں ظاہر ہورہے ہیں۔

اس سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی کے رہنماؤں کی کوششوں سے قادیانی جماعت کے سابق زعماء شیخ راحیل احمد' مظفر احمد مظفر اور محمد مالک اپنے خاندان سمیت اسلام قبول کرچکے ہیں۔ گزشتہ ایک ماہ کے دوران ۲۳ قادیانیوں نے اسلام قبول کیا جن کی ایک بڑی تعداد قادیانی مذہب کی کتابوں کے غیر جانبدارانہ مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی تھی کہ قادیانیت دین اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کیلئے چلائی جانے والی ایک سیاسی تحریک ہے۔ عام تاثر یہی ہے کہ اگر قادیانی جماعت اپنے پیروکاروں پر ناجائز دباؤ نہ ڈالے تو قادیانیوں کی اکثریت اپنے مذہب سے تائب ہوکر اسلام قبول کرنے کا اعلان کردے لیکن قادیانی جماعت کے غیر قانونی ہتھکنڈوں کی وجہ سے عام قادیانی برملا یہ اعلان نہیں کرپاتے لیکن ہمیں امید ہے کہ اب انسانوں کو زیادہ عرصہ تک قادیانی مذہب سے وابستہ نہیں رکھا جاسکتا اور موجودہ صدی انشاء اللہ غلبہ اسلام کی صدی ثابت ہوگی۔

قادیانیت بلاشبہ انسانیت کے ماتھے پر ایک بدنما داغ ہے۔ امت مسلمہ گزشتہ سو سال سے اس داغ کو دھونے کی جدوجہد کررہی ہے اور الحمدللہ! اسے اپنی جدوجہد میں زبردست کامیابی ملی ہے اور فتنہ قادیانیت انشاء اللہ بس اب ختم ہونے ہی کو ہے۔ انشاء اللہ اگلی صدی میں قادیانیت نام کا کوئی مذہب روئے زمین پر موجود نہیں ہوگا۔ جن ممالک میں مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جارہے ہیں وہاں خود ظالم اب مظلوموں کے دین کو قبول کررہے ہیں۔ متعدد ممالک میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

ہم اس موقع پر قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ رمضان کے اس بابرکت مہینے کو غنیمت جانیں۔ اس مہینہ میں جب نوافل کا ثواب فرائض کے برابر ہے تو قبول اسلام جیسے عظیم الشان عمل پر انہیں جو اجر و ثواب ملے گا وہ بیان سے باہر ہے۔ انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اخروی نجات' دنیوی فلاح اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں مضمر ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہوں۔ اس لئے ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ دین اسلام کو قبول کرلیں بالخصوص قادیانیوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اخروی نجات کے حصول کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہوجائیں۔

اس موقع پر مسلمانوں پر بھی یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی لافانی اور بے مثال تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوں اور اپنے اخلاق و کردار سے یہ بات ثابت کردیں کہ دین اسلام ہی وہ حقانیت ہے جس کی دنیا کو تلاش ہے اور دنیا اس وقت جس مسیحا کی تلاش میں ہے وہ مذہب اسلام ہی کے پیروکار کی شکل میں انہیں مل سکتا ہے۔ مسلم امہ کو چاہئے کہ وہ اتباع سنت کو اپنا شعار بنائے اور غیر مسلم اقوام کے سامنے ایک مثالی نمونہ پیش کرے تاکہ ان کے لئے دین اسلام کو قبول کرنا آسان ہو اور وہ دلی طور پر اس مثالی نمونہ پر عمل پیرا ہونے پر آمادہ ہوجائیں۔

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے

قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا نام دے کر پھیلا رہے ہیں

پاکستان میں اقلیتیں محفوظ ہیں' ناانصافی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے احمق ہیں' برطانیہ میں بھی اقلیتوں کو اتنے حقوق حاصل نہیں'

توہین رسالت کا قانون صرف گستاخانِ رسول کے لئے ہے' اقلیتوں کی تخصیص نہیں

اسلامی ممالک اسلام سے انحراف کے باعث امریکہ کے غلام بن چکے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اطلاعات کی روزنامہ ایکسپریس سے خصوصی بات چیت

سرگودھا (کمرشل رپورٹر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشرواشاعت اور سرگودھا ڈویژن کے امیر مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قادیانی پوری دنیا میں اپنے کفر کو اسلام کا نام دے کر پھیلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومتی سطح پر قادیانیوں کی مکمل پشت پناہی کی جارہی ہے۔ قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرلیں اور شعائر اسلام استعمال نہ کریں۔ لیکن یہ اسلام کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرکے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ غیر ملکی میڈیا اور تنظیمیں حقوق انسانی کے نام پر غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کرتی ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی ہورہی ہے۔ یہ سراسر جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔ جتنا تحفظ پاکستان میں اقلیتوں کو حاصل ہے' اتنا جمہوریت کے جھوٹے چیمپئن برطانیہ میں بھی حاصل نہیں ہے۔ پاکستان واحد ملک ہے' جس میں اقلیتوں کو تمام بنیادی حقوق حاصل ہیں اور ان کا حق آج تک کسی مسلمان نے بھی غصب کرنے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ قانون توہین رسالت صرف گستاخان رسول کے لئے ہے نہ کہ اقلیتوں کے لئے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی بھی شخص خواہ اقلیت کا ہو یا مسلمان' جو بھی توہین رسالت کرے گا اسے ضرور سزا ملے گی تاکہ آئندہ کسی کو بھی ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی ممالک اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف کرکے امریکہ کے غلام بن چکے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان جیسے محب وطن کو غیر ملکی دباؤ پر کھڈے لائن لگادیا گیا ہے۔ انہوں نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حکومت فرقہ واریت کا اگر سنجیدگی سے خاتمہ کرنا چاہتی ہے تو سب سے پہلے فرقہ واریت کے اسباب کو ختم کرے۔ جب تک یہ ختم نہیں ہوں گے فرقہ واریت ختم نہیں ہوگی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت تشدد کے خلاف ہے لیکن اگر کوئی دین کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش کرے تو ہم (آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے) ان کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھانے سے گریز نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت پورے ملک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پچاس دفاتر کام کررہے ہیں جو مسلمانوں کو قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے آگاہ کرکے ان کے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو نیک لوگوں کی سرپرستی حاصل ہے' ان میں مولانا حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر اب موجودہ امیر حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم تک تمام افراد مخلص ہیں' جس کی وجہ سے جماعت کا نظم و نسق بہتر طریقے سے چل رہا ہے اور ہر سال اس کا آڈٹ کرایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت کے مبلغین ملک کے تمام اہم مقامات سمیت یورپ کے مختلف ممالک میں تبلیغ کے ذریعہ مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کررہے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ "ایکسپریس" سرگودھا)

قرآن اور عقیدۂ توحید

ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی

ہم سب توحید کے عقیدے پر ہیں لیکن قرآن میں عقیدۂ توحید کو جو اہمیت دی گئی ہے اس سے ہم سب غافل ہیں۔ اسلام عقیدہ اور عمل کا نام ہے' وہ عقیدہ جو اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے مخلوق کو بھیجا اور عمل وہ عمل ہے جو ان انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں کو بتایا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو عقیدہ و عمل بتایا اس کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ مسلمان کا عقیدہ تب ہی مکمل ہوتا ہے جب اسے قرآن کریم اور سنت سے واقفیت ہو۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر وہ عمل جو قرآن و سنت کے مطابق نہ ہو' اللہ کے ہاں اس کی مقبولیت نہیں ہے' اس لئے کہ ہمارے نزدیک معیار یا پیمانہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ ہماری ذاتی پسند یا ناپسند اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں رکھتی۔ اللہ نے اپنا معیار قرآن کے ذریعہ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ واضح کردیا ہے' اس لئے عمل صالح کی یہی تعریف ہے کہ وہ عمل جو اللہ کی مرضی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو' اگر ایسا نہیں تو اللہ کے ہاں اس کا کوئی مقام نہیں' کفار میں سے یہودی' عیسائی' ہندو وغیرہ بھی نیک کام کرتے ہیں' انہیں ان کاموں کا دنیا میں ہی پھل مل جاتا ہے لیکن اللہ کے ہاں ان کاموں کا کوئی مقام نہیں۔

قرآن نے ہمیں بتایا کہ عقیدۂ توحید پہلی مرتبہ مسلمانوں کو ہی نہیں ملا بلکہ:

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی نبی بھیجے ان پر یہ وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میری ہی بندگی کرو۔" (الانبیاء:۲۵)

یہاں آخری جملہ براہ راست اللہ کی طرف سے خطاب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جتنے بھی نبی آئے سب کا یہی پیغام تھا یعنی "لا الہ الا اللہ" اور اب اس کے ساتھ "محمد رسول اللہ" کہنا ضروری ہے اس کے بغیر عقیدے کی تکمیل نہیں ہوتی۔

جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جبل طور سینا میں نبوت عطا کی تو اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا:

"اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں' میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو تم میری ہی بندگی کرو اور مجھے یاد رکھنے کے لئے نماز قائم کرو۔" (طٰہٰ:۱۴)

ہمیں قرآن نے یہ بھی بتایا ہے کہ عقیدۂ توحید جسے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ بھیجا گیا' فطرت انسانی بھی ہے یعنی انسان کی فطرت میں یہ ودیعت کیا گیا ہے' اگر کسی بچے کے دماغ پر اس کے خاندانی و معاشرتی اثرات اثر نہ ڈالیں تو وہ یقیناً موحد رہے گا اور اس کے لئے یہ آیت ہے:

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنے رخ کو میری بندگی کے لئے یکسو ہو کر موڑ دو کیونکہ یہی وہ فطرت ہے جس کی جانب اللہ نے انسانوں کو مفطور کیا (یعنی ان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے) کہ اللہ کی بندگی کریں' سب سے توجہ ہٹا کر' اللہ تعالیٰ نے جو تخلیق کیا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہی محکم اور صحیح دین ہے لیکن بہت سے لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔" (الروم:۳۰)

اسی بات کو حدیث نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں فرمایا گیا ہے:

"ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اسے یہودی بنادیتے ہیں یا عیسائی بنادیتے ہیں یا مجوسی (آتش پرست) بنادیتے ہیں۔"

اس زمانے میں تین مذاہب معروف تھے لیکن اب ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہندو بھی بنادیتے ہیں' یہ سارے خاندانی اثرات ہوتے ہیں' جن کی وجہ سے بچہ

موحد نہیں بنتا۔ اگر یہ اثرات اس پر نہیں پڑیں تو ہر بچہ موحد ہوگا' ایک مشہور اندلسی فلسفی ابن طفیل نے ایک کتاب لکھی ہے "حی بن یقظان" اس کتاب میں بھی لکھا ہے کہ مسلمان سوسائٹی میں ایک بچہ پیدا ہوتا ہے' وہ عقیدۂ توحید پر اپنی سوسائٹی کے اثر سے قائم رہتا ہے' اس کے برعکس ایک بچہ جنگل میں پیدا ہوتا ہے' جانوروں میں رہتا ہے' ایک ہرنی اسے اپنا دودھ پلا کر پرورش کرتی ہے' جب وہ بچہ باہر معاشرے میں آتا ہے تو پہلے والا بچہ جو فلسفی اور موحد بن گیا اور یہ جس کی پرورش جنگل میں ہوئی' یہ دونوں ایک ہی خیال کے یعنی عقیدۂ توحید پر ہوتے ہیں۔

اس سے پتہ چلا کہ عقیدۂ توحید اول روز سے انسانی فطرت میں ودیعت کردیا گیا' بعد میں عقیدۂ توحید میں اختلاف رونما ہوا جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا:

"شروع میں سارے انسان ایک ہی قوم تھے لیکن بعد کو ان میں اختلاف پیدا ہوگیا۔" (یونس:۱۹)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مختلف قوموں اور زمانوں میں انبیاؑ کو بھیجا تاکہ اختلافات ختم کراویں اور دوبارہ دین توحید کو عام کریں۔

مذہب اسلام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی اور ان کی اولاد کی رہنمائی کی لیکن مغربی مادی نقطہ نظر یہ ہے کہ انسان ابتدا میں مظاہر کائنات اور جانوروں کی پرستش کرنے والا تھا' پھر رفتہ رفتہ وہ توحید تک آیا' مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان درجہ بدرجہ ترقی کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہے تو پھر آج وہ مادہ پرست کیوں ہے؟ قدیم انسان اگر جانوروں اور درختوں کی پرستش کرتا تھا تو موجودہ انسان مادے کی پرستش کرتا ہے' یہ نہ تو خدا کا قائل ہے اور نہ ہی آخرت کا قائل ہے۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ ابتدا میں انسان توحید پرست تھا' بعد میں انسان اس عقیدے سے بھٹکتے رہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیا علیہم السلام آتے رہے اور توحید کا بھولا ہوا درس دیتے رہے' یہاں تک کہ اٹھارویں صدی کے جرمن مستشرق میکس ویملیر نے بھی لکھا ہے کہ ابتدا میں ہندو مذہب بھی توحید پر تھا اور اس کی دلیل ملتی ہے اتھر شاستر سے جس میں دیگر غلط باتوں کے علاوہ وہ باتیں بھی ہیں جو قرآن و حدیث میں آئی ہیں۔ ہندوؤں کے یہاں بھی شروع میں وحدانیت تھی' بعد میں انہوں نے بے شمار بت بنالئے اور گمراہ ہوگئے۔

توحید کا اولین مرحلہ تو یہ ہے کہ ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ صرف اللہ ہی ہمارا اور اس کائنات کا خالق ہے' اس سے بڑھ کر یہ کہ ہم کسی اور کو اس کا شریک نہ سمجھیں۔ سورۂ عنکبوت میں فرمایا گیا:

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب آپ ان سے پوچھیں گے کہ یہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں؟ اور یہ سورج اور چاند کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ یہ سب اللہ ہی نے پیدا کئے ہیں (یہ بات ہے) تو وہ پھر کہاں اوندھے ہوئے جارہے ہیں (یعنی کیوں اٹکل پچو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو اس کا شریک بنارہے ہیں)۔" (عنکبوت:۶۱)

سورۂ مومن میں فرمایا گیا:

"یہ بات کہی گئی ہم سے اور ہمارے آباؤ اجداد سے (کہ مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا)۔ یہ تو محض پرانی کہانیاں ہیں۔" (المومنون:۸۳)

اس کے بعد مسلسل چھ آیات (۸۴ تا ۸۹) میں فرمایا گیا:

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہئے کہ اگر تمہیں معلوم ہے تو بتاؤ کہ یہ زمین اور اس میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ وہ کہیں گے اللہ' تو پھر آپ ان سے کہئے کہ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے ہو؟"

اس کے بعد فرمایا:

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہئے سات آسمانوں کا اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ اللہ ہے' تو پھر ان سے کہئے کہ ایسے خدا کی نافرمانی سے تم بچتے کیوں نہیں؟ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہئے کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کی ملکیت (کائنات کی ہر چیز کا حقیقی اور ابدی مالک کون ہے؟) وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا' اگر تم کو معلوم ہے تو بتاؤ وہ کون ہے؟ (اس کے جواب میں) وہ یہی کہیں گے کہ وہ اللہ ہی کی ذات ہے۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سے کہئے پھر تمہاری مت کیوں ماری گئی ہے (کہ اس کی توحید خالص کا اقرار نہیں کرتے)۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ کفار ومشرکین کا بھی عقیدہ یہی تھا کہ ساری کائنات کا خالق اور مالک اللہ ہے' لیکن اس کے باوجود وہ دوسرے بتوں کو اللہ کا شریک کرتے ہیں۔ شریک کیوں کرتے ہیں؟ اس بارے میں وہ کہتے ہیں:

”ہم جو پرستش کرتے ہیں ان بتوں کی (لات‘ عزیٰ‘ منات وغیرہ کی) وہ صرف اس لئے کہ یہ (بت) اپنی سفارش کے ذریعے ہمیں اللہ سے قریب کردیں گے۔“ (زمر:۳)

اس سے پتہ چلا کہ کفار کا یہ عقیدہ تھا کہ بت خود کچھ نہیں کرتے‘ لیکن اللہ کے یہاں ہماری سفارش کردیں گے‘ آج ہندو بھی یہی کہتے ہیں اور یہی بات قبر پرست بھی کہتے ہیں کہ ہم انہیں خدا نہیں مانتے بلکہ یہ تو ہمیں اللہ سے قریب کردیتے ہیں‘ ہم تو محض ان کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ یہ غلط بات اور نفس کا فریب ہے‘ اس کے جواب میں فرمایا گیا:

”الیس اللہ بکاف عبدہ“ (زمر:۳۶)

ترجمہ: ”کیا اللہ اکیلا کافی نہیں‘ اپنے بندے کے لئے (یعنی کیا اللہ کو بھی دنیاوی حکمرانوں کی طرح سمجھ رکھا ہے)۔“

اس بارے میں سورۂ زمر کی ابتدائی تین آیات بہت ہی واضح اور اہم ہیں جن کا ترجمہ ہے:

”اللہ کی طرف سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے کہ جو بہت غالب اور بڑی حکمت والا ہے‘ ہم نے یہ کتاب برحق اتاری ہے‘ تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی بندگی کرو اپنی بندگی کو اللہ کے لئے خالص کرکے (یعنی صرف عبادت کافی نہیں بلکہ یہ خالص کرکے ہونا چاہئے) یاد رہے کہ بندگی صرف اللہ کے لئے ہے۔“

یعنی اللہ کے سوا زندہ یا مردہ ولی‘ بزرگ‘ پیر وغیرہ سے مرادیں مانگنا اور حاجت روائی کی امید کرنا کسی طرح جائز نہیں‘ یہ بات سورۂ فاتحہ کی آیت (تجھ ہی سے ہم مدد مانگتے ہیں) کے خلاف ہے‘ جسے ہم شب و روز دسیوں مرتبہ نماز میں پڑھتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں ایک تو جاہل عوام ہیں‘ جنہیں توحید کا صحیح شعور نہیں‘ دوسری طرف وہ پیر ہیں جو سادہ لوح عوام کو دھوکا دے کر لاکھوں‘ کروڑوں روپے کماتے ہیں۔

ان ابتدائی آیات کے بعد اسی سورۂ زمر کی آیات ۱۱ تا ۱۴ میں دوبارہ توحید خالص کی تائید میں کہا گیا:

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی بندگی کروں‘ خالص اسی کے آگے سر جھکاتے ہوئے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں پہلا مسلمان بنوں۔“

اسی طرح سورۂ بینہ میں فرمایا گیا:

”اور ان کو یہی حکم دیا گیا تھا مگر یہ کہ صرف اللہ کی بندگی کریں‘ خالص اسی کی اطاعت کرتے ہوئے بالکل یکسو ہوکر اور نماز کو قائم کریں‘ زکوٰۃ ادا کریں اور یہی اصل اور پکا دین ہے۔“

ان آیات کی روشنی میں اگر آج ہم اپنے معاشرے کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ بہت سے مشرکانہ افعال معاشرے میں ہورہے ہیں۔ شرک صرف اسی کا نام نہیں کہ انسان کسی بت یا کسی غیر اللہ کے آگے جھکے بلکہ یہ بھی شرک ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے امید رکھی جائے کہ وہ ہمیں اولاد دے گا‘ ہماری بگڑی بنائے گا۔

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بہت پیارا مکالمہ ہے‘ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اصل دین کیا تھا اور عیسائیوں نے اسے بگاڑ کر کیا کردیا‘ سورۂ مائدہ کی آیات ۱۱۶‘ ۱۱۷ کے مطابق اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا:

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ وقت یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ‘ عیسیٰ ابن مریم سے فرمائے گا: کیا تم نے یہ بات کہی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنالو؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: آپ کی ذات پاک ہے‘ مجھے اس کا اختیار نہ تھا کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں ہے۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی تو اے اللہ! آپ تو جانتے‘ آپ جانتے ہیں جو میرے دل میں ہے‘ لیکن میں وہ نہیں جانتا جو آپ کے دل میں ہے‘ بے شک آپ غیب کی باتیں جاننے والے ہیں‘ میں نے تو ان سے صرف وہی بات کہی تھی‘ جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا‘ یعنی عبادت کرو اللہ کی جو میرا پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے اور جب تک میں زندہ تھا اے پروردگار! میں ان پر گواہ تھا (حضرت عیسیٰ کی زندگی میں تثلیث کا کہیں وجود نہیں تھا) جب آپ نے مجھے (آسمان پر زندہ) اٹھالیا‘ اس کے بعد اے اللہ! آپ ان کے نگراں تھے اور آپ کی تو وہ ذات ہے کہ آپ ہر چیز پر قادر ہے ہیں۔“

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے:

”اے پروردگار! اگر آپ ان کو عذاب دیں گے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ ان پر غالب ہیں۔“ (المائدہ:۱۱۸)

عیسائیوں کی طرح یہودی بھی پہلے موحد تھے' آج بھی کسی حد تک ان کے ہاں توحید ہے لیکن ان میں ایک گروہ ایسا بھی رہا ہے جو حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتا ہے۔

قرآن مجید کی سورۂ توبہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں فرمایا گیا:

"یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ سب ان کے منہ کی باتیں ہیں (اور) یہ ان کی نقل کر رہے ہیں جو ان سے پہلے جنالائے کفر ہوئے' اللہ ان کو غارت کرے' کہاں اوندھے ہوئے جا رہے ہیں۔" (سورۂ توبہ)

سورۂ نمل کی آیات نمبر [illegible] میں فرمایا گیا

"کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا پھر اس سے ہم نے تمہارے لئے رونق والے باغات اور چمن اگائے ایسے باغات جن کو تمہارے لئے ممکن نہ تھا کہ انہیں اگا سکو۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے؟ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو سیدھے راستے سے ہٹ گئے ہیں' کون ہے وہ جس نے زمین کو بنایا قرار کی جگہ اور اس کے اندر سے بہت سی نہریں اور دریا بنائے اور اس میں پہاڑ بنائے اور دو سمندروں (میٹھے اور کھاری) کے درمیان دیوار بنائی۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہو سکتا ہے؟ لیکن ان میں بہت سے لوگ جانتے نہیں۔ وہ کون ہے جو مضطر کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے؟ اور پھر اس کی مصیبت دور کرتا ہے اور وہ جو تم کو زمین کا خلیفہ (حکمران) بناتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا اور بھی ہے جو یہ کام کر سکتا ہے؟ تم میں سے بہت کم ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ وہ کون ہے جو تمہاری رہنمائی کرتا ہے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں؟ اور جو ٹھنڈی ہواؤں کو بھیجتا ہے جو خوشخبری لاتی ہیں اس کی رحمت (بارش) کی؟ کیا اللہ کے سوا بھی کوئی اور ہے؟ اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت برتر ان معبودوں سے جنہیں وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہ کون ہے جس نے مخلوق کی ابتدا کی (بنایا)؟ اور پھر وہ دوبارہ اس مخلوق کو زمین سے اٹھائے گا (قیامت کے روز)؟ وہ کون ہے جو زمین سے تمہارے لئے رزق عطا کرتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خدا ہو سکتا ہے؟ اگر ہے کوئی تو لاؤ دلیل اگر تم سچے ہو۔"

آخر میں آپ ان قرآنی آیات پر غور فرمائیں اور ہمارا نظام تعلیم دیکھیں۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں جو رزق ملتا ہے' جو بارش ہوتی ہے' جو درخت اگے ہوئے ہیں' یہ سارے اللہ کی طرف سے ہیں' ہمارے بچے انگریزی اسکولوں میں اسلامیات کی کتاب بھی پڑھتے ہیں اور سائنس بھی پڑھتے ہیں جس میں یہ پڑھتے ہیں کہ سمندر سے بخارات اٹھتے ہیں' جس سے بارش ہوتی ہے اور پھر کھیتی ہوتی ہے' ان میں کہیں یہ ذکر نہیں آتا کہ یہ نظام اللہ کا بنایا ہوا ہے اللہ ہی بارش بھیجتا ہے' درخت و غلہ اگاتا ہے' عقیدۂ توحید اسی وقت پختہ ہوگا جب ہماری سائنس میں بھی اللہ کا ذکر ہو کہ یہ نظام کائنات خود ہی نہیں چل رہا بلکہ اسے جو ہستی چلا رہی ہے اس کا نام اللہ ہے۔

☆☆..........☆☆

غیرت ایمانی

سوچنا ہے' اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز سے اتنا اللہ والا بنیں' راہ جو ہوں اور پھر توبہ استغفار کرتے رہو' اپنی بے چارگی اپنے رب کے سامنے پیش کرو اور پھر خدا سے مانگو خوب مانگو رو رو کر مانگو' اس طرح تمہاری قوت ایمانیہ میں جان پڑے گی' قوت مدافعت پیدا ہوگی اور تم اس طرح خواہشات و منکرات کا مقابلہ کر سکو گے۔

یہ تصور سامنے رکھ کر مانگو کہ ہمارے اعمال کا سکہ ایک طرف سے بالکل کھوٹا ہے' اس کی کیا قدر و قیمت ہوگی؟ حالات کیسے ہی ناگفتہ بہ ہوں' اللہ پاک اپنے ہی غفور و رحیم اور قادر مطلق ہیں کہ حالات کو بدلنے کے لئے ان کو ذرا دیر نہیں لگتی' ان کی بارگاہ میں عرض کرو' مناجات کرو' ندامت کے ساتھ مانگو کہ یا اللہ! ہماری بے غیرتی کو معاف فرما دیجئے' اور ہمارے اہل و عیال' تمام مسلمان بھائیوں کو معاف فرما دیجئے' ہماری قوم کو اس بے حسی اور غفلت کا احساس عطا فرما دیجئے' یا اللہ! جن لعنتوں میں ہم گرفتار ہیں ان سے ہم کو رہائی دلا دیجئے' ہم کو شامت اعمال سے بچا لیجئے' معاشرے کی ہلاکت خیزیوں سے ہم کو بچائیے' شرم و غیرت اور اسلامی حمیت ہمارے دلوں میں عطا کیجئے' ہم کو دشمنان اسلام اور نفس و شیطان کے دھوکے سے بچا لیجئے' ہم کو دنیا و آخرت کی ہلاکت و بربادی سے بچا لیجئے' ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائیے' ہماری قوم کے غیور مرد جو ہماری بے حمیتی اور بے غیرتی کی وجہ سے کافروں کی قید و بند میں سختیاں برداشت کر رہے ہیں ان کو رہائی عطا فرما دیجئے' ہمارے ہر طبقے کے لوگوں کو ہدایت عطا فرما دیجئے' ہماری زندگیوں کو خوشگوار بنا دیجئے' ہم کو حیات طیبہ عطا فرما دیجئے' ہماری جملہ حاجات کو پورا فرما دیجئے' ہم کو اسلام پر قائم رکھ کر خاتمہ ایمان پر فرمائیے۔ آمین یا رب العالمین۔

حریت حرمت ..... برکاتِ رمضان المبارک

تکثیرِ عبادت اور تقلیلِ غذا ہر مہذب انسان کو نورِ معرفت سے آشنا کر دیتی ہے اور پھر نورِ معرفت سے جب انسان معروف ہو جاتا ہے تو اس کی روشن ضمیری اسے حریت اور حرمت سے آشنا کر دیتی ہے۔ برکاتِ رمضان انسان کی حریت و حرمت کو میسّر کر دیتی ہیں۔ حرمتِ فکر و نظر، حرمتِ دین و دُنیا، حریتِ وطن، حرمتِ اہلِ وطن۔

عبادات، قناعت، خدمت، مساوات۔ احترامات و اکرامات برکاتِ رمضان المبارک۔

مدینۃ الحکمہ کے باغ ہمدرد میں کاشت کردہ نباتات سے تیار شدہ "تن سُکھ" صحت اور توانائی کا ایک لطیف ذریعہ ہے۔

افطار: پانچ چھوٹے چمچے برابر "تن سُکھ" پانی میں ملا کر افطار کیجیے۔ خوش ذائقہ اور لطیف "تن سُکھ" ایک بہترین افطاری ہے۔

سحر: پانچ چھوٹے چمچے برابر "تن سُکھ" دودھ یا پانی میں ملا کر نوشِ جاں کیجیے۔

تن سُکھ
توانائی کا ایک لطیف ذریعہ

ہمدرد

ہمدرد نے عالمی مشروب رُوح افزا اور تن سُکھ بنایا

اللہ تبارک و تعالیٰ پاکستان کو استحکام و دوام عطا فرمائیں۔ حریت و حرمت کے جذباتِ عالیہ کے ساتھ ہم تعمیرِ پاکستان کے لیے شب و روز کوشاں رہیں۔

آپ کا ہمدرد — پاکستان کا ہمدرد — اہلِ پاکستان کا ہمدرد

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے۔
www.hamdard.com.pk

مدینۃ الحکمۃ
تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

Adarts-HTS-14/97(R)

روزے میں کوتاہیاں اور ان کا تدارک

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ' نے "اصلاح انقلاب" میں تفصیل سے ان کوتاہیوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو روزے کے بارے میں کی جاتی ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ کرکے ان تمام کوتاہیوں کی اصلاح کرنی چاہئے۔ یہاں بھی اس کے ایک دو اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔ راقم الحروف کے سامنے مولانا عبدالباری ندویؒ کی کتاب "جامع المجددین" ہے۔ ذیل کے اقتباسات اسی سے منتخب کئے گئے ہیں:

"بہت سے لوگ بلا کسی قوی عذر کے روزہ نہیں رکھتے' ان میں سے بعض تو محض کم ہمتی کی وجہ سے نہیں رکھتے' ایسے ہی ایک شخص کو' جس نے عمر بھر روزہ نہیں رکھا تھا اور سمجھتا تھا کہ پورا نہ کرسکے گا' کہا گیا کہ تم بطور امتحان ہی رکھ کر دیکھ لو' چنانچہ رکھا اور پورا ہوگیا' پھر اس کی ہمت بندھ گئی اور رکھنے لگا' کیسے افسوس کی بات ہے کہ رکھ کر بھی نہ دیکھا تھا اور پختہ یقین کر بیٹھا تھا کہ کبھی رکھا ہی نہ جاوے گا۔ یہ لوگ سوچ کر دیکھیں کہ اگر طبیب کہہ دے کہ آج دن بھر نہ کچھ کھاؤ' نہ پیو' ورنہ فلاں مہلک مرض ہوجائے گا' تو اس نے ایک ہی دن کے لئے کہا' یہ دو دن نہ کھاوے گا کہ احتیاط اسی میں ہے۔ افسوس! خدا تعالیٰ صرف دن دن کا کھانا چھڑا دیں اور کھانے پینے سے عذاب مہلک کی وعید فرمائیں اور ان کے قول کی طبیب کے برابر بھی وقعت نہ ہو؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔"

"بعضوں کی یہ بے وقعتی اس بدعقیدگی تک پہنچ جاتی ہے کہ روزہ کی ضرورت ہی کا طرح طرح انکار کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً روزہ قوت بہیمیہ کے توڑنے یا تہذیب نفس کے لئے ہے' اور ہم علم کی بدولت یہ تہذیب حاصل کرچکے ہیں...... اور بعضے تہذیب سے بھی گزر کر گستاخی اور تمسخر کے کلمات کہتے ہیں' مثلاً "روزہ وہ شخص رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو' یا بھائی ہم سے بھوکا نہیں مرا جاتا" سو یہ دونوں فریق بوجہ انکار فرضیت صوم' زمرۂ کفار میں داخل ہیں' اور پہلے فریق کا قول محض "ایمان شکن" ہے اور دوسرے کا "ایمان شکن" بھی اور "دل شکن" بھی......"

"اور بعض بلا عذر تو روزہ ترک نہیں کرتے' مگر اس کی تمیز نہیں کرتے کہ یہ عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ ادنیٰ بہانہ سے افطار کردیتے ہیں۔ مثلاً خواہ ایک ہی منزل کا سفر ہو' روزہ افطار کردیا' کچھ محنت مزدوری کا کام ہوا' روزہ چھوڑ دیا' ایک طرح سے یہ بلا عذر روزہ توڑنے والوں سے بھی زیادہ قابل مذمت ہیں' کیونکہ یہ لوگ اپنے کو معذور جان کر بے گناہ سمجھتے ہیں' حالانکہ وہ شرعاً معذور نہیں' اس لئے گناہ گار رہیں گے۔"

"بعضے لوگوں کا افطار تو عذر شرعی سے ہوتا ہے' مگر ان سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ بعض اوقات اس عذر کے رفع ہونے کے وقت کسی قدر دن باقی ہوتا ہے اور شرعاً بقیہ دن میں امساک' یعنی کھانے پینے سے بند رہنا واجب ہوتا

ہے‘ مگر وہ اس کی پروا نہیں کرتے۔ مثلاً سفر شرعی سے ظہر کے وقت واپس آ گیا‘ یا عورت حیض سے ظہر کے وقت پاک ہوگئی تو ان کو شام تک کھانا پینا نہ چاہئے۔ علاج اس کا مسائل واحکام کی تعلیم وتعلم ہے۔“

”بعض لوگ خود تو روزہ رکھتے ہیں لیکن بچوں سے (باوجود ان کے روزہ رکھنے کے قابل ہونے کے) نہیں رکھواتے۔ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ عدم بلوغ میں بچوں پر روزہ رکھنا تو واجب نہیں‘ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے اولیا پر بھی رکھوانا واجب نہ ہو۔ جس طرح نماز کیلئے باوجود عدم بلوغ کے ان کو تاکید کرنا بلکہ مارنا ضروری ہے‘ اسی طرح روزہ کے لئے بھی...... اتنا فرق ہے کہ نماز میں عمر کی قید ہے اور روزہ میں تحمل پر مدار ہے (کہ بچہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو) اور راز اس میں یہ ہے کہ کسی کام کا دفعۃً پابند ہونا دشوار ہوتا ہے‘ تو اگر بالغ ہونے کے بعد ہی تمام احکام شروع ہوں تو یکبارگی زیادہ بوجھ پڑ جائے گا۔ اس لئے شریعت کی رحمت ہے کہ پہلے ہی سے آہستہ آہستہ سب احکام کا خوگر بنانے کا قانون مقرر کیا۔“

”بعض لوگ نفس روزہ میں تو افراط تفریط نہیں کرتے‘ لیکن روزہ محض صورت کا نام سمجھ کر صبح سے شام تک صرف جوفین (پیٹ اور شرم گاہ) کو بند رکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حالانکہ روزہ کی نفس صورت کے مقصود ہونے کے ساتھ اور بھی حکمتیں ہیں‘ جن کی طرف قرآن مجید میں اشارہ بلکہ صراحت ہے کہ ”لعلکم تتقون“۔ ان سب کو نظر انداز کرکے اپنے صوم کو ”جسد بے روح“ بنا لیتے ہیں۔ خلاصہ ان حکمتوں کا معاصی ومنہیات سے بچنا ہے‘ سو ظاہر ہے کہ اکثر لوگ روزہ میں بھی معاصی سے نہیں بچتے‘ اگر غیبت کی عادت تھی تو وہ بدستور رہتی ہے‘ اگر بدنگاہی کے خوگر تھے تو نہیں چھوڑتے‘ اگر حقوق العباد کی کوتاہیوں میں مبتلا تھے ان کی صفائی نہیں کرتے ...... بلکہ بعض کے معاصی تو غالباً بڑھ جاتے ہیں‘ کہیں دوستوں میں جا بیٹھے کہ روزہ بہلے گا اور باتیں شروع کیں‘ جن میں زیادہ حصہ غیبت کا ہوگا‘ یا چوسر‘ گنجفہ‘ تاش‘ ہارمونیم‘ گراموفون لے بیٹھے اور دن پورا کردیا۔ بھلا اس روزہ کا کوئی معتدبہ حاصل کیا؟ اتنی بات عقل سے سمجھ میں نہیں آتی کہ کھانا پینا جو فی نفسہ مباح ہے‘ جب روزہ میں وہ حرام ہوگیا‘ تو غیبت وغیرہ دوسرے معاصی‘ جو فی نفسہ بھی حرام ہیں‘ وہ روزہ میں کس قدر سخت حرام ہوں گے۔ حدیث میں ہے کہ ”جو شخص بدگفتاری و بدکرداری نہ چھوڑے‘ خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے“۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بالکل روزہ ہی نہ ہوگا‘ لہٰذا رکھنے ہی سے کیا فائدہ؟ روزہ تو ہوجائے گا‘ لیکن ادنیٰ درجہ کا۔ جیسے اندھا‘ لنگڑا‘ کانا‘ گنجا‘ اپاہج آدمی تو ہوتا ہے مگر ناقص۔ لہٰذا روزہ نہ رکھنا اس سے بھی اشد ہے‘ کیونکہ ذات کا سلب‘ صفات کے سلب سے سخت تر ہے۔“

پھر حضرتؒ نے روزہ کو خراب کرنے والے گناہوں (غیبت وغیرہ) سے بچنے کی تدبیر بھی بتلائی‘ جو صرف تین باتوں پر مشتمل ہے اور ان پر عمل کرنا بہت ہی آسان ہے:

”خلق سے بلا ضرورت تنہا اور یکسو رہنا‘ کسی اچھے شغل مثلاً تلاوت وغیرہ میں لگے رہنا اور نفس کو سمجھانا‘ یعنی وقتاً فوقتاً یہ دھیان کرتے رہنا کہ ذرا سی لذت کے لئے صبح سے شام تک کی مشقت کو کیوں ضائع کیا جائے‘ اور تجربہ ہے کہ نفس پھسلانے سے بہت کام کرتا ہے‘ سو نفس کو یوں پھسلاوے کہ ایک مہینے کے لئے تو ان باتوں کی پابندی کرلے‘ پھر دیکھا جائے گا‘ پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ جس طرز پر آدمی ایک مدت رہ چکا ہو وہ آسان ہوجاتا ہے‘ بالخصوص اہل باطن کو رمضان میں یہ حالت زیادہ مدرک ہوتی ہے کہ اس مہینے میں جو اعمال صالحہ کئے ہوتے ہیں سال بھر ان کی توفیق رہتی ہے۔“

☆☆............☆☆

حیا اور غیرتِ ایمانی

اجزائے ایمان میں ایک بڑا اور اہم جزو شرم و حیا ہے۔ یہ ایک بڑا شعبہ ہے ایمان کا۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ حیا ایمان کا نصف حصہ ہے' جب یہ ختم ہوجاتا ہے تو دوسرا حصہ خود بخود ختم ہوجاتا ہے۔

ذرا غور کیجئے! اس زمانے میں مسلمانوں کے پاس حیا کہاں ہے؟ کس کے پاس ہے؟ معاشرے کی لعنتوں نے حیا کا مفہوم ہی ہمارے ذہنوں سے نکال دیا ہے اور ہم کو اس کا ذرا احساس نہیں۔ نصف ایمان تو ڈھایا جاچکا ہے؟ پھر نصف کی بقا کی کیا صورت ہوگی؟ کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا ہے؟

اب ڈھونڈئیے چل کر کہ کہاں ہے؟ کس جگہ ہے؟ سب سے پہلے اپنی طرف نظر ڈالئے' آپ کے نفس نے آپ کو اس چکر میں ڈال رکھا ہے کہ آپ تھوڑے بہت دین دار آدمی ہیں' نماز روزہ فرائض و واجبات ادا کرلیتے ہیں لیکن اس کے باوجود کیا آپ نے غور کیا کہ آپ کہاں کہاں حیا سے کام لیتے ہیں؟ کہاں کہاں آپ کی نظر بھٹکتی ہے' خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی صریح خلاف ورزی دیکھ کر کب آپ کو غیرت آتی ہے' خلاف شرع کام کرنے میں کب آپ کو شرم محسوس ہوتی ہے؟ بلکہ اس کے برخلاف جانتے بوجھتے غیر شرعی باتوں میں کتنی رغبت اور دلکشی محسوس کرتے ہیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے بھی جتنی غیرت ایمانی ہمارے پاس ہونی چاہئے وہ نہیں ہے۔

اب ہم اس کی کیا تشریح کریں؟ ہر شخص خود اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ لے' اپنی ہی ذات کو پہلے دیکھ لے پھر اپنے اہل و عیال پر نظر کریں' کیا ہمارے لڑکوں میں حیا ہے؟ کیا ہماری لڑکیوں میں حیا و شرم ہے۔ حیا تو کہیں بھی نہیں ہے۔ شرم و حیا سے سب کے سب بیگانہ اور آزاد ہیں۔ نفس و شیطان نے سب سے پہلے ہماری حمیت اور غیرت ایمانی پر ڈاکا ڈالا ہے۔ آدھا ایمان تو جاچکا' اب اعمال و طاعت میں جان و قوت آئے تو کہاں سے؟

ڈاکٹر عبدالحیؒ

عورت کا سب سے بڑا شرف نسوانیت حیا ہے' جس عورت میں حیا نہیں' اس میں نسوانیت ہی باقی نہیں۔ سارے جسم کا پردہ تو قریب قریب اتر گیا ہے' عقلوں پر پڑ گیا' اب لباس و پوشاک ہی کو لیجئے' کھلا ہوا سر اور سینہ' غیر محرموں سے بے محابا ملنا جلنا' حیا کا تو نام باقی نہیں رکھا اور یہ بے حیائی کے مناظر آج اچھے خاصے دین دار اور شریف گھرانوں میں بھی عام ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

اس کثرت کی بے حیائی نے ہم کو بے حس بنا دیا ہے' نہ گھروں میں حیا و شرم دکھائی دیتی ہے' نہ گھروں کے باہر' عورت کے منہ پر آج یہ الفاظ ہیں کہ وہ دن ختم ہوئے جب عورت گھروں کی چار دیواری میں چھپی بیٹھی رہتی تھی' اب ہم بیدار ہوگئے ہیں' گھروں سے باہر نکل کر ہم ہر کام میں مردوں کے شانہ بشانہ حصہ لیں گے' ہم ہر طرح آزاد ہیں' ہم ترقی کی راہ میں مردوں سے آگے بڑھ کر اپنا مقام پیدا کرلیں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی پیشینگوئی فرمائی تھی' وہ زمانہ آچکا۔ سب سے زیادہ حصہ دوزخ میں عورتوں کا ہوگا۔ خدا کا قانون نافذ ہوچکا ہے' اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ اب یہ سب عورتیں آزاد ہیں' نفس اور شیطان جس طرف بھی انہیں لے جائے اور مردوں کا یہ کام ہے کہ وہ عورتوں کی اس بے پردگی اور مغربی وضع قطع کے دلدادہ ہیں اور اس کو تہذیب حاضرہ کا امتیاز سمجھتے ہیں' اور ایسے لوگوں کا ایمان خطرے میں پڑ گیا ہے۔

شیطان نے لاکھوں برس خدائے پاک کی عبادت کی' لیکن جس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نے پیدا کیا تو یہ صاحب ہاتھ ملنے لگے کہ یہ خدا کا خلیفہ پیدا ہوگیا' لیکن جب عورت کی تخلیق ہوئی تو اس نے خوشی کے مارے بغلیں بجائیں کہ اب میرا کام ہوگیا' یہی میرا آلہ کار بنے گی۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کو پکڑ پکڑ کر گھسیٹتا ہوں اور لوگ زور و شور سے دوزخ کی طرف بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ یہ سب اس وقت کے حالات پر صادق آ رہا ہے۔

بات نصف ایمان کی ہو رہی تھی کہ حیا و شرم کو کہاں کہاں تلاش کرو؟ چلو ڈھونڈ و چل کر اپنی ذات کا جائزہ لے لیا' اپنے اہل و عیال پر نظر ڈال لی' اب ذرا گھر سے باہر جھانک کر دیکھو۔

اسکول و کالجوں میں مخلوط تعلیم' جوان لڑکیاں' سر کھلا' سینہ کھلا' اس طرح تمام تعلیم گاہیں ایمان و اسلامی حمیت و غیرت سے بیگانہ ہو چکی ہیں اور اس کو تہذیب حاضرہ کا سرمایہ ناز سمجھا جاتا ہے' کوئی ان سے پوچھے کہ کیا تم مسلمان ہو؟ اور کیا اسلام کا یہی تقاضا ہے؟

تجارت گاہوں پر نظر ڈالو' ناقص اشیاء' چور بازاری' ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی کا بازار گرم ہے' ان لوگوں میں انسانی محبت و غیرت کا شائبہ تک نہیں۔

دفاتر میں جا کر دیکھ لو' دھڑلے کے ساتھ بہانگ دہل رشوتیں لی جا رہی ہیں' مخلوق خدا کو ستایا جا رہا ہے' کیا ان کے پاس شرم و غیرت کا نام بھی ہے؟

جو محکمے عوام الناس کی فلاح و حفاظت کے تھے' چاہے وہ ہسپتال ہوں' میونسپل ادارے ہوں' عدالتیں ہوں' ان سب میں حق تلفی' ستم رانی اور ظلم کا دور دورہ ہے' شرم و حیا سب مٹ گئی ہے' نہ شرافت ہے' نہ انسانیت' نہ ایمان ہے' نہ اسلام' یوں کہنے کو سب مسلمان ہیں' یہ سب سے زیادہ عبرت کی بات ہے کہ وہ ادارے جو ملک کے عوام کی راہ حیات متعین کرنے اور ان کی ترقی و بہبود کے ذمہ دار کہلاتے ہیں' وہ بھی غیرت اسلامی بلکہ شرافت انسانی سے یکسر عاری ہیں' نہ ان کو برائیوں کے روکنے کی ہمت ہے' نہ غیرت بلکہ اس کے برعکس ان کے دماغ مغربی تہذیب و تمدن سے ماؤف و مسموم ہو چکے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب خداوند تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتے ہیں تو ان کی عقلیں سلب کر لیتے ہیں' ہر بری چیز ان کو اچھی معلوم ہوتی ہے' ہر بربادی کے سامان میں ان کو بہتری نظر آتی ہے' وہ نعوذ باللہ! اسلامی شعائر و شعور کو اس زمانے میں ناقابل عمل سمجھتے ہیں اور اپنی شومئی قسمت سے اسلامی دستور کو بھی مغربیت اور لادینیت کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں اور دوسروں پر بھی وہی مسلط کرنا چاہتے ہیں:

"خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے"

اب میں کہاں تک تشریح کروں' ہر شخص خود بحیثیت ایک مومن اور مسلمان کے اپنے اعمال کا' اپنے کردار و اطوار کا خود جائزہ لے' کہیں بھی اسلامی و ایمانی محبت کا شائبہ تک نہیں۔

ہم آپ لوگ جو کچھ نماز' روزہ' صدقہ' تلاوت کر لیتے ہیں' پھر بھی اپنے ماحول سے اتنے متاثر ہیں کہ اس بے حیائی کو روکنے کے لئے کسی کی بھی توجہ نہیں ہوتی اور یہ بڑے خطرے کی بات ہے۔

ہمارا آدھا ایمان تو ماؤف ہو چکا' ہم بڑے دھوکے میں ہیں' اگر کچھ عبادات و طاعات کا موقع خدا نے دے دیا تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہے' اس میں تو شک نہیں کہ اس زمانے میں اتنا کچھ بھی بہت کچھ ہے' مگر بندہ نواز! ذرا سوچئے تو سہی آپ کو ایک سو روپے کا نوٹ دے دیا جائے' اس کے ایک طرف سارے نقش و نگار اور نوٹ کی تمام تر خصوصیات موجود ہوں اور دوسری طرف آپ پلٹ کر دیکھیں تو کورا کاغذ ہو' تو جناب اس نوٹ کا کیا کریں گے؟ اس نوٹ کی کیا قیمت ہے؟ کیا یہ ردی کی ٹوکری کی زینت بننے کے قابل نہیں؟ کیا یہ پھاڑ ڈالنے اور جلا دینے کے مطلب کا نہیں؟

صاحبو! پھر ہمارے اس ایمان کی کیا قیمت ہوگی؟ جس کا نصف حصہ یعنی شرم و حیا' ہم سے بالکل ہی حذف ہو چکا ہو' ہم دوسری طرف سے بالکل کورے ہوں تو ان اعمال کا کیا وزن ہوگا؟ خدائے پاک کے سامنے کیا لے کر جاؤ گے؟ کیا منہ دکھلاؤ گے؟ اس پر بھی غور کیا؟

دنیا میں جتنی بھی بری چیزیں ہیں' جتنی بھی گمراہیاں ہیں' ساری کی ساری شروع ہوتی ہیں بے حیائی اور بے شرمی سے' ہم کیسے غافل ہیں کہ نہ ہم کو ان اعمال سے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ جس میں ہم مبتلا ہیں' نہ ان اعمال سے جس میں ہمارے اہل و عیال سب مبتلا ہیں' کیا وزن ہوگا ہمارے اس آدھے ایمان کا جس میں سے شرم و حیا' کا بنیادی جزو نکل گیا ہو؟

ذرا سوچ کر بتاؤ کہ کون سے ایسے مواقع ہیں جہاں تمہاری گردن شرم سے جھک جاتی ہو؟ غور تو کرو کہ کتنے فیصد ایسے مواقع ہیں جہاں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام توڑتے ہوئے ہم کو کچھ بھی شرم محسوس ہوتی ہو؟ ہمارا خیال ہے کہ کہیں نہیں' پھر جو یہ عذاب الٰہی نازل ہو رہا ہے' یہ گمراہیاں بڑھ رہی ہیں' یہ مظالم ہو رہے ہیں' یہ ناانصافیاں ہو رہی ہیں' یہ انتشار و خلفشار ہو رہا ہے' یہ جو ہماری جان و مال کا تحفظ ختم ہو چکا ہے' یہ جو ہماری آبرو مٹ گئی ہے' یہ جو ہم کو اور ہماری قوم و ملک کو ذلت اٹھانی پڑ رہی ہے' یہ جو ہماری شرافت انسانی ختم ہو چکی ہے' اتنی باتیں ہوتے ہوئے بھی ہم کس بات پر مطمئن ہیں؟ کیا اور کوئی انقلاب نہیں آ سکتا؟ کیا ہم دنیا کی بربادیوں سے اور آخرت کے مواخذے سے بچ سکیں گے؟ حشر کے دن جو عذاب ہوگا' اس کا تو ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہیں دنیا میں جو عذاب ہو رہا ہے' اس کو ہی دیکھ کر عبرت حاصل کر لو' خدا کا قانون جاری ہو چکا

ہے جسے کوئی نہیں روک سکتا' عذاب الٰہی آ کر رہے گا۔

ارے کچھ اعمال ہماری زندگی میں ایسے ہوں گے جن کی وجہ سے اللہ پاک کے فضل و کرم سے ہم اعلانیہ عذاب میں مبتلا نہیں ہوئے' مگر وبال اور شامت اعمال کیا کچھ کم ہیں؟

کیا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان پر یقین نہیں؟ حشر کے دن شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنین کو اپنے دست مبارک سے جام کوثر عطا فرمائیں گے' ایک طبقہ مسلمانوں کا آئے گا اور کچھ عرض کرے گا' اس موقع پر فرشتے کہیں گے کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ہرگز آپ کے امتی نہیں ہیں' یہ نام کے مسلمان تھے' انہوں نے دین کو مسخ کر دیا تھا اور نت نئی باتیں ایجاد کیں' یہ دین کا مذاق اڑاتے تھے' آپ فرمائیں گے' دور ہو جاؤ میرے سامنے سے' ہٹالو ان کو میرے سامنے سے' یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا مکان' اپنی وضع قطع سب کفار سے ملالی ہوگی اور آپ کے لائے ہوئے احکام شرعیہ کی بے حرمتی کی ہوگی۔

آج ہم اپنی زندگی پر نظر ڈالیں' کیا ہم اپنی وضع قطع' اپنی پوشاک ولباس سے' اپنی رفتار وگفتار سے' اپنے اخلاق و کردار سے کچھ اسلامی حدود کی پابندی کر رہے ہیں؟ ان کمبخت یہودی و نصرانی طاقتوں نے میٹھا زہر دے کر ہماری عقلوں کو ماؤف کر دیا ہے' ہمارے دین کی جڑیں کھوکھلی کر دیں' ہم کو اپنے مذہب سے بیگانہ کر دیا ہے' کتنے شرم کی بات ہے کہ وہ خود بھی کہتے ہیں اور ہماری زبانوں سے بھی کہلوا دیا کہ کہاں ہے تمہارا اسلام چودہ سو برس پہلے کا؟ ذرا وہ آج کے زمانے میں لا کر تو دکھاؤ؟ جو آج کے زمانے میں قابل عمل ہی نہیں۔

غیر اسلامی اعمال میں اتنی لذت آئی کہ اپنی پاکیزگی وطہارت سب کچھ بھول گئے' اب اس کا مزہ بھی یاد نہیں رہا' آج خود ہم پاکی اور طہارت کو ناقابل عمل کہتے ہیں جیسے جمعدار کہ گٹر صاف کرتے کرتے دماغ میں ایسی بو بس گئی ہے کہ کتنی بھی بدبو ہو' ان کو ذرا بھی ناگواری نہیں ہوتی' بلکہ اسی بدبو میں وہ ہنستے کھیلتے کھاتے پیتے رہتے ہیں اور اپنے کام میں منہمک رہتے ہیں' ان کے پاس سے گزرنے والوں کو ایک لمحہ اس تعفن میں ان کے پاس ٹھہرنا گوارا نہیں لیکن وہ اس کے خوگر ہو چکے ہیں۔ ایسے ہی ہم آج خوگر ہو چکے ہیں ان خواہشات و منکرات کے' راگ رنگینیوں کے' فلم و تصاویر کے' محرم نامحرم کے اختلاط کے' حلال وحرام سے بے نیاز' پاکیزگی اور طہارت سے محروم' گندگی میں ملوث اور نفسانی و شیطانی ناپاک ونجس لذات میں اتنے محو ہو گئے ہیں اور بے حسی اتنی ہے کہ یہ گندگیاں ذرا بھی بری معلوم نہیں ہوتیں' ہم خود پاک اور طیب زندگی کو ناقابل عمل کہنے لگے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے جائزہ لیا' چند کڑوی باتوں کا' اب اس کو سن کر اور دیکھ کر ہی رہ جانا کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ اس کو اپنے اوپر ڈھالنا ہے' کچھ نہ کچھ تغیر کرنا ہے اپنی زندگی میں' یہ کہہ دینا کہ ہمارا ماحول اور معاشرہ شیطانی ہے' یہ کیسے بدلے گا؟ یہ خود ایک شیطانی وسوسہ ہے' یہ بڑی کم ہمتی کی بات ہے' خود اپنی ذات میں تغیر پیدا کرلو' کیوں فکر میں پڑتے ہو سارے جہاں کی' بس ذرا ہمت سے کام لو' اللہ پاک ایسی راہیں کھول دیں گے' جن کا وہم وگمان بھی ہم کو نہ ہوگا۔

اگر ہوش سے کام لو تو جو قوم مغضوبین اور ضالین کے دائرے میں چلے گئے ہیں' وہ بھی واپس آ سکتے ہیں' تمام معاشرے کی گندگیاں چھوڑنے میں ہم کو بے اختیاری نظر آتی ہے لیکن ایسی عقل ماؤف ہو جانے کے بعد کیا ناپاکیاں پاکیاں ہو جائیں گی یا پاک چیز پاک نہ رہے گی؟

بس کرنے کا کام یہ ہے کہ صرف اپنی ذات سے اور پھر اپنے اہل وعیال سے شروع کرو' پہلے ان ناپاکیوں سے عقلاً' پھر طبعاً نفرت پیدا کرو' خدا کے سامنے پیش ہونے کا استحضار کرو' آخرت کا خوف پیدا کرو' معاشرے کے ہلاکت خیز انجام کو سامنے رکھو' پھر اس کے مقابل طیب وپاک چیزیں لا کر اس کے انوار وبرکات کا ذرا ان سے موازنہ کرو' انشاء اللہ خود ہی ان چیزوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔

پہلے اس کے خلاف کچھ نفرت تو پیدا کرلو' پھر اچھے اعمال' طیب اور پاک زندگی کے حصول کے جذبات پیدا کرو' اگر نہیں چھوٹیں گے تو پھر بولنا' تم کم از کم اس کی برائیاں اور بے غیرتیاں ایک ایک کر کے سامنے تو لاؤ' ان کے ہلاکت خیز انجام' ان سے پیدا ہونے والے دنیا اور آخرت کی بربادی کے نتائج اور اس سے اٹھنے والے تعفن کا تو ادراک کرلو' فی الحال طبیعت اس کو قبول نہیں کرے گی' عقل سے تو سمجھو' سمجھاؤ اس کی اہمیت کو۔

حیا کی خاصیت تواضع اور انکساری ہے' جتنی بے حیائی بڑھتی جائے گی' اتنی تواضع اور انکساری ختم ہوتی جائے گی' حیا اور غیرت جزو ایمان ہے' اس کے بغیر ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا' اس حقیقت کو تو اپنے دل میں راسخ کرو' حیا اور شرم حفاظت کرتے ہیں ایمان کی' جب یہی ختم ہو چکی تو پھر شکایت کس سے کہ ہمارا ایمان ضعیف ہو گیا۔

کم از کم تصور اور تخیل کو تو پہلے مضبوط کرلو' کن کن امور میں ہم بے حیا ہو گئے ہیں' ان کو سامنے لا کر ان سے نفرت تو پیدا کرو' جب کوئی چیز گم ہو جاتی ہے تو اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں' بس ہماری شرم وحیا اور شرافت انسانی کا بڑا گراں قدر سرمایہ ایمانی ہم سے مفقود

باقی صفحہ 9 پر

بانی وسرپرست:
ولی کامل حضرت مولانا منظور احمد الحسینی مدظلہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

اہل سنت والجماعت کی عظیم دینی درس گاہ
ملحق وفاق المدارس العربیہ پاکستان

زیر سرپرستی:
حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری مدظلہ
جانشین حضرت شہید لدھیانویؒ

جامعہ حسینیہ علی پور کا مختصر تعارف

جامعہ حسینیہ پنجاب کے پسماندہ علاقہ علی پور ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے۔ اس کی بنیاد خالصتاً رضائے الٰہی اور علوم قرآنیہ کو عام کرنے کے لئے حضرت اقدس مولانا منظور احمد الحسینی صاحب نے رکھی۔ اور جامعہ انہی کے نام نامی سے منسوب ہے۔ تعلیمی نگرانی ہماری درخواست پر جامعہ خیر المدارس ملتان کے مشفق اساتذہ کرتے ہیں۔

مختصر کوائف وخصوصیات ایک نظر میں:

- درجہ کتب کے اساتذہ کی تعداد 10
- شعبہ حفظ وگردان کے اساتذہ کی تعداد 4
- درجہ رابعہ تک شعبہ کتب کی منظم تعلیم
- شعبہ حفظ کی 4 کلاسیں
- امسال فارغ ہونے والے 26 حفاظ
- 2 باورچی
- 300 مسافر طلبا
- 100 مقامی طلبا
- طلبا کے لئے دو وقت معیاری کھانے کے ساتھ صبح کا ناشتہ
- یومیہ گندم خرچ 3 من
- یتیم طلبا کو امدادی وظیفہ
- ماہانہ خرچ (علاوہ تعمیرات وکتب) 1,20,000
- طلبا کے لئے ڈسپنسری کی سہولت
- صاف ستھرا تعلیمی ماحول

☆ درجات کو دورۂ حدیث تک منظم طریقہ سے لے جانا ☆ علی پور کے گرد ونواح میں جامعہ کی شاخیں اور مکتب کھولنا۔
☆ نئی خرید کردہ تین ایکڑ اراضی میں ایک بلاک کی تکمیل اور آغاز تعلیم کے بعد مثالی عظیم الشان مسجد (مدرسہ کے) فرنٹ پر تعمیر کرنا۔
☆ کمپیوٹر کلاسز کا اجراء لائبریری کا قیام اور دار الافتاء کے آغاز جیسے عظیم عزائم شامل ہیں۔ ☆ طلبا کے لئے ہوسٹل اور معلم تعمیر کرنا ☆ مزید تین درس گاہیں تعمیر کرنا

مخیرین کے لئے سنہری موقع: جامعہ حسینیہ میں تشریف لا کر اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے ایک مکمل درس گاہ تعمیر کرادیں یا سمنٹ، بجری، اینٹیں، سریا اور دیگر تعمیراتی اشیاء کے ساتھ تعاون کریں۔ تعاون کی دیگر صورتیں: خورد ونوش کا سامان، گھی، گندم، دالیں، چاول اور مصالحہ جات کے علاوہ کتب، لباس کے ساتھ بھی تعاون کرسکتے ہیں۔

ترسیل زر کے لئے:

برائے زکوۃ وفطرانہ: کرنٹ اکاؤنٹ 12045 بنام جامعہ حسینیہ نیشنل بینک برانچ کوڈ 0446 علی پور ضلع مظفر گڑھ
برائے تعمیرات وعطیات: کرنٹ اکاؤنٹ 1908 بنام جامعہ حسینیہ مسلم کمرشل بینک برانچ کوڈ 0815 علی پور ضلع مظفر گڑھ

فوری ضروریات: (۱) عشر کے موقع پر اکٹھی کی گئی گندم ختم ہو چکی ہے۔ روزانہ خرچ تین من ہے۔ گندم خریدنے کے لئے رقم کی فوری ضرورت ہے۔
(۲) طلبا نماز گیلری اور کمروں میں ادا کرتے ہیں اس لئے مسجد کی فی الفور ضرورت ہے۔ جامعہ کے نقشہ میں مسجد کی چوڑائی 145 فٹ اور لمبائی 160 فٹ ہے۔

عطیہ اشتہار: محمد امجد خان، فاروق آئل ایجنسی، سیت پور چوک، علی پور ضلع مظفر گڑھ، پنجاب

فون جامعہ:
06511-700730

[illegible]

سیرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک نظر

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ والدہ کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے زینب بتایا ہے، لیکن وہ اپنی کنیت "ام رومانؓ" سے مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف یہی ایک بیوی ہیں، جن سے کنوارے پن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے چار پانچ سال بعد ان کی ولادت ہوئی اور چھ سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی، نکاح مکہ معظمہ میں ہوا اور رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال رہیں۔ جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاءِ اعلیٰ کا سفر اختیار فرمایا، اس وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام پر حضرت عائشہؓ کی کنیت "ام عبداللہ" مقرر فرمائی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں ۹ سال گزارے اور ۹ سال میں خوب علم حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے سوالات کرکے علم بڑھاتی رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان کو علوم سے بہرہ ور فرمانے کا خیال فرماتے رہے۔ حضرت امام زہریؒ نے فرمایا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں اور ان کے علاوہ باقی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جاوے تو حضرت عائشہؓ کا علم سب کے علم سے بڑھا ہوا رہے گا۔ حضرت مسروق تابعیؒ حضرت عائشہؓ کے خاص شاگرد تھے، فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ کرامؓ کو دیکھا جو عمر میں بوڑھے تھے، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرائض کے بارے میں معلومات کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی علمی الجھن پیش آئی اور اس کے متعلق حضرت عائشہؓ سے سوال کیا تو ان کے پاس اس کے متعلق ضروری معلومات ملیں جس سے مشکل حل ہوئی۔ روایت حدیث میں تابعین کرامؒ کے علاوہ بہت سے صحابہؓ بھی حضرت عائشہؓ کے شاگرد ہیں۔ حضرت عائشہؓ برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرتی رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ سوال کیا: یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں، فرمایئے میں ہدایہ دینے میں دونوں میں سے کس کو ترجیح دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الی اقربھما منک باباً" (یعنی دونوں میں سے جس کے گھر کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو)۔

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: "اللھم حاسبنی حساباً یسیرا." (یعنی اے اللہ مجھ سے آسان حساب لینا)۔ یہ دعا سن کر حضرت عائشہؓ نے سوال کیا: یا نبی اللہ! آسان حساب کی کیا صورت ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال نامہ دیکھ کر درگزر کردیا جائے گا (یہ آسان حساب ہے، پھر فرمایا کہ) یقین جانو! جس کے حساب میں چھان بین کی گئی، اے عائشہؓ! وہ ہلاک ہوگیا۔ (رواہ احمد)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! عورتوں پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں یعنی حج اور عمرہ۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! (یہ تو واقعہ ہے کہ) کوئی شخص بغیر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں نہ جائے گا، تین مرتبہ یوں ہی فرمایا: حضرت عائشہؓ نے دوبارہ سوال کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوں گے؟ آپؐ نے ماتھے پر مبارک ہاتھ رکھ کر فرمایا: "میں بھی جنت میں داخل نہ ہوں گا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیوے" تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تو فرمایئے کہ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ لیلۃ القدر کون سی ہے (یعنی یہ علم

ہو جائے کہ آج لیلۃ القدر ہے) تو دعا میں کیا کہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہنا: "اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔" (یعنی اے اللہ! بلاشبہ تو معاف کرنے والا ہے' معاف کرنے کو پسند کرتا ہے لہٰذا تو مجھے معاف فرما)۔

حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر تمام بیویوں کی بہ نسبت زیادہ محبت تھی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ یارسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہؓ انہوں نے مکرر سوال کیا: یارسول اللہ! مردوں میں سب سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے؟ فرمایا: عائشہؓ کے والدؓ سائل نے سہ بارہ سوال کیا کہ ان کے بعد؟ فرمایا عمرؓ لیکن اس قدر محبت کے باوجود کسی دوسری بیوی کی ذرا حق تلفی نہیں فرماتے تھے۔ سب کے حقوق اور دلداری اور شب باشی میں برابری رکھتے تھے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ حضرت عائشہؓ سے بہت محبت تھی اور ان کی تربیت کا بھی خاص خیال فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہتے کہ جہاں لغزش نظر آتی فوراً آگاہ فرماتے اور سرزنش فرماتے۔ حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تشریف لے گئے میں نے پیچھے ایک اچھا سا پردہ لٹکا دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس پردہ کو اس زور سے پکڑ کر کھینچا کہ اس کو پھاڑ دیا' پھر فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ پتھروں کو اور مٹی کو لباس پہناویں۔ ایک مرتبہ چند یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے دبی زبان سے السلام علیکم کے بجائے السام علیکم کہا۔ "سام" موت کو کہتے ہیں' ان کا مطلب بددعا دینا تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں وعلیکم فرمادیا (یعنی تم پر موت ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اسی قدر فرمایا لیکن حضرت عائشہؓ سخت برہم ہوئیں اور غصہ سے انہوں نے فرمایا: "السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم" (یعنی تم پر موت ہو اور خدا کی لعنت ہو اور خدا کا غضب ٹوٹے)۔ یہ سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہؓ ٹھہر! نرمی اختیار کر اور بدکلامی سے بچ۔ عرض کیا کہ آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا ہے؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور تم نے نہیں سنا میں نے کیا جواب دیا' ان کی بات میں نے ان پر لوٹا دی۔ اب اللہ تعالیٰ میری بددعا ان کے حق میں قبول فرمائیں گے اور ان کی بددعا میرے حق میں قبول نہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کی برائی کرتے ہوئے کہہ دیا کہ صفیہ اتنی سی ہے یعنی پستہ قد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ٹوکا اور فرمایا کہ یقین جان! تو نے ایسا کلمہ کہہ دیا کہ اسے اگر سمندر میں ملا دیا جائے تو اسے بھی بگاڑ دے۔ ایک روز حضرت عائشہؓ نے آٹا پیس کر چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکائیں' اس کے بعد ان کی آنکھ لگ گئی۔ اسی اثناء میں پڑوس کی بکری آئی اور وہ روٹیاں کھا گئی' آنکھ کھلنے پر حضرت عائشہؓ اس کے پیچھے دوڑیں۔ یہ دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! ہمسایہ کو اس کی بکری کے بارے میں نہ ستاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو نصیحت فرمائی تھی کہ اے عائشہؓ! چھوٹے گناہوں سے (بھی) بچ' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے بارے میں مواخذہ کرنے والا موجود ہے۔ ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ اے عائشہؓ! اگر تو (آخرت میں) مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیا میں سے اتنا سامان کافی ہونا چاہئے جتنا مسافر اپنے ساتھ لے کر چلتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کر اور کسی کپڑے کو پرانا سمجھ کر پہننا مت چھوڑ جب تک تو اس کو پیوند لگا کر نہ پہن لیوے۔ حضرت عروہؓ بن الزبیر فرماتے تھے کہ خالہ جان (یعنی حضرت عائشہؓ) اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے نیا کپڑا اس وقت تک نہیں بناتی تھیں جب تک کہ پہلے بنائے ہوئے کپڑے کو پیوند لگا کر نہیں پہن لیتی تھیں اور جب تک کہ وہ خوب بوسیدہ نہ ہو جاتا۔

حضرت عائشہؓ بڑی صاحب حکمت و موعظت تھیں۔ بڑی پتے کی بات فرمادیا کرتی تھیں۔ بعض صحابہ کرامؓ بھی ان سے نصیحت کرنے کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ زیادہ کھانے کے متعلق حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد سب سے پہلی مصیبت امت میں یہ پیدا ہوئی کہ پیٹ بھر کر کھانے لگے' جب پیٹ بھرتے ہیں تو بدن موٹے ہو جاتے ہیں اور دل کمزور ہو جاتے ہیں اور نفسانی خواہشات زور پکڑ لیتی ہیں۔ (صفۃ الصفوۃ)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے بڑی مستعدی سے علم دین کی اشاعت کی۔ ان کے شاگردوں کی بڑی بھاری تعداد (۲۰۰ کے لگ بھگ ہے) کتابوں میں لکھی ہے جن میں صحابہ کرامؓ بھی ہیں اور تابعین حضرات بھی' ان کی وفات ۵۸ھ میں ہوئی' اس حساب سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے ۴۸ سال مسلسل علم دین پھیلایا۔ محدثین کرام نے ان کی روایات کی تعداد ۲۲۱۰ بتلائی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بڑی فیاضی کے ساتھ علم دین کی اشاعت کی۔ لڑکے اور عورتیں اور جن مردوں سے ان کا پردہ نہ تھا' پردہ کے اندر مجلس تعلیم میں بیٹھتے تھے اور باقی حضرات متعلمین پردہ کے پیچھے بیٹھ کر ان سے دینی فیض حاصل کرتے تھے' مختلف قسم کے سوالات کیے جاتے تھے اور وہ سب کا جواب دیتی تھیں اور بعض مرتبہ کسی دوسرے صحابی یا امہات المومنینؓ میں سے کسی کے پاس سائل کو بھیج دیتی تھیں۔ دینی مسائل معلوم کرنے میں

کوئی شرماتا تو فرماتی تھیں کہ شرماؤ مت' کھل کر پوچھ لو۔ ہر سال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جاتی تھیں اور ہر طرف سے مختلف شہروں سے برابر لوگ آتے تھے اور حضرت عائشہؓ کے خیمے کے باہر ٹھہر کر دینی سوالات کرتے تھے اور وہ جواب دیتی تھیں' مکہ معظمہ میں زمزم کے قریب پردہ ڈال کر تشریف فرما ہو جاتی تھیں اور فتوے طلب کرنے والوں کی بھیڑ لگ جاتی تھی۔

حضرت عائشہؓ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ میں کیا گیا ہے جو مستقل مفتی تھے۔ حضرت عائشہؓ اپنے والد ماجد ہی کے زمانہ خلافت سے مفتی ہو گئی تھیں اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ تو خود آدمی بھیج کر ان سے مسائل معلوم کراتے تھے' حضرت امیر معاویہؓ اپنے زمانہ امارت میں دمشق میں مقیم تھے اور بوقت ضرورت قاصد کو بھیج کر حضرت عائشہؓ سے مسئلہ معلوم کر کے عمل کرتے تھے' قاصد شام سے چل کر مدینہ منورہ آتا اور حضرت عائشہؓ کے مسکن کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر سوال کا جواب لے کر واپس چلا جاتا تھا۔ بہت سے لوگ خطوط لکھ کر حضرت عائشہؓ سے دینی معلومات حاصل کرتے تھے اور وہ ان کو جواب لکھوا دیتی تھیں۔ عائشہ بنت طلحہؓ جو حضرت عائشہؓ کی خصوصی شاگردہ ہیں' فرماتی ہیں: "لوگ مجھے دور دراز کے شہروں سے خطوط لکھتے تھے (اور ہدایا بھیجتے تھے) میں عرض کرتی تھی کہ اے خالہ جان! یہ فلاں شخص کا خط اور اس کا ہدیہ ہے (فرمایئے اس کا کیا جواب لکھوں) وہ فرماتی تھیں کہ اے بیٹا! اسے (یہ) جواب لکھ دو اور ہدیہ کا بدلہ دے دو۔" حدیث شریف کی کتابوں میں حضرت عائشہؓ کے فتوے بکثرت آتے ہیں۔ لوگ ان سے خصوصیت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی خانہ زندگی کے متعلق معلومات کیا کرتے تھے اور وہ بہت بے تکلفی کے ساتھ جواب دیا کرتی تھیں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کو سکھانے اور عمل کر کے دکھانے کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے بھیجے گئے تھے اس لئے آپ کی زندگی کے کسی پہلو کو آپ کی ازواج مطہراتؓ ہرگز نہیں چھپاتی تھیں۔ حضرت عبدالعزیزؒ بن جریج روایت فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کن سورتوں سے نماز وتر ادا فرماتے تھے؟ اس کے جواب میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۂ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ احد پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ جانتی تھیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ساری امت کے لئے نمونہ ہے' اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات اور ہر حرکت و سکون کو انہوں نے اچھی طرح محفوظ کر رکھا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندرونی احوال اور رات کے اعمال حضرت عائشہؓ سے بہت مروی ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سید الزاہدین تھے۔

پیٹ بھرنے اور مزیدار چیزیں حاصل کرنے اور سامان جمع کرنے کو ناپسند فرماتے تھے' ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے عائشہؓ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں (مگر قصہ یہ ہے کہ) میرے پاس ایک فرشتہ آیا' جس کی قامت کا یہ عالم تھا کہ اس کی کمر کعبہ تک پہنچ رہی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ کے رب نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر تم چاہو تو عام بندوں کی طرح بندہ اور نبی بن کر رہو اور اگر چاہو تو نبی اور بادشاہ بن کر رہو میں نے اس بارے میں جبرئیل کی طرف مشورہ لینے کے طور پر دیکھا تو انہوں نے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کرو لہٰذا میں نے جواب دے دیا کہ میں نبی ہوتے ہوئے عام بندوں کی طرح ہو کر رہنا چاہتا ہوں (اس کو روایت کرنے کے بعد) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس کے بعد سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے' فرمایا کرتے تھے کہ میں اس طرح کھاتا ہوں' جیسے غلام کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے۔ حضرت مسروقؒ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے میرے لئے کھانا منگایا' پھر کھانا منگا کر فرمایا کہ اگر میں پیٹ بھر کر کھالوں اور اس کے بعد رونا چاہوں تو رو سکتی ہوں' میں نے سوال کیا کیوں؟ فرمایا کہ میں اس حال کو یاد کرتی ہوں' جس حال میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو چھوڑ کر تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ کی قسم کسی روز دو مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت اور روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔ یہ ترمذی شریف کی روایت ہے۔ بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم اگر چاہتے تو پیٹ بھر کر کھا لیتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپؐ کے گھر والوں نے جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا۔

حضرت عائشہؓ بڑی صاحب فہم و فراست تھیں۔

اچھے اچھے سمجھدار ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حضرت نافعؒ کا بیان ہے کہ میں شام اور مصر کو مال لے جا کر تجارت کرتا تھا' ایک مرتبہ میں تجارت کے ارادہ سے عراق کو اپنا مال لے گیا۔ (واپس آ کر) میں حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ سنایا کہ میں پہلے تجارت کے لئے اپنا مال شام لے جایا کرتا تھا' اس مرتبہ عراق کو لے گیا۔ (اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟) اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیوں (بلاوجہ) اپنی (سابقہ) تجارت گاہ کو چھوڑتے ہو' ایسا مت کرو' کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جب اللہ جل شانہ تمہارے لئے کسی ذریعہ سے رزق کے اسباب پیدا فرما دیوے تو جب تک (خود ہی) وہ سبب (کسی وجہ سے) نہ بدل جاوے یا (نفع کے علاوہ

یا دوسرا رخ اختیار نہ کر لیوے تو اس کو نہ چھوڑو۔

حضرت عائشہؓ کے بہت سے فضائل حدیث شریف اور اسماء الرجال کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ پہلے گزر چکا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بیویوں سے زیادہ ان سے محبت تھی۔ حضرت عائشہؓ نے اپنی خصوصیات میں یہ بھی ذکر کیا کہ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب بیوی تھی اور جس وقت آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپؐ کے پاس میرے اور فرشتوں کے علاوہ کوئی اور موجود نہ تھا۔ حضرت ابو موسیٰؓ کی روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد بہت کامل ہوئے اور عورتوں میں بس مریم بنت عمران (والدہ سیدنا عیسیٰ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما) اور آسیہ فرعون کی بیوی کامل ہوئیں اور عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔ ایک مرتبہ سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ذریعے حضرت عائشہؓ کو سلام کہلایا‘ انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سبز ریشم کے کپڑے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عائشہؓ کی تصویر لے کر آئے اور عرض کیا یہ آپ کی بیوی ہیں دنیا اور آخرت میں۔

حضرت عائشہؓ اکثر روزے رکھا کرتی تھیں اور نفل نماز بھی بہت پڑھتی تھیں۔ چاشت کی نماز کا خاص اہتمام رکھتی تھیں۔ اس وقت آٹھ رکعت پڑھا کرتی تھیں اور یہ فرماتی تھیں کہ میرے ماں باپ بھی اگر (قبر) سے اٹھ کر آ جائیں تب بھی اس نماز کو نہ چھوڑوں گی۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ فرماتے تھے کہ میرا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ جب صبح کو گھر سے نکلتا تو سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے گھر جاتا اور سلام کرتا (یہ ان کے بھائی کے بیٹے تھے) ایک مرتبہ جو میں ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ کھڑی ہوئی نفل نماز پڑھ رہی ہیں اور بار بار اس آیت کو پڑھ رہی ہیں اور رو رہی ہیں: ”فمن اللہ علینا و وقانا عذاب السموم“ میں سلام پھیرنے کے انتظار میں کھڑا رہا حتیٰ کہ طبیعت اکتا گئی اور میں ان کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنی ضرورت کے لئے بازار چلا گیا۔ پھر جب واپس آیا تو دیکھا کہ وہ اب بھی اسی طرح نماز میں کھڑی ہیں اور رو رہی ہیں۔

حضرت عائشہؓ مریضوں کے معالجات میں اور اشعار عرب یاد رکھنے میں بھی خاص ملکہ رکھتی تھیں‘ ان کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب کوئی حادثہ پیش آ جاتا تھا تو اس کے متعلق ضرور شعر پڑھ دیتی تھیں۔ یہ بھی حضرت عروہ بن زبیرؓ کا ارشاد ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کوئی قرآن کا عالم اور فرائض اسلام اور حلال و حرام کا جاننے والا اور عرب کے واقعات اور اہل عرب کے نسب سے واقفیت رکھنے والا نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہؓ بڑی سخی تھیں اور ان کی بہن اسماءؓ بنت ابی بکرؓ بھی سخاوت میں بڑا مرتبہ رکھتی تھیں‘ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ سے بڑھ کر کوئی عورت سخی نہیں دیکھی‘ لیکن دونوں کی سخاوت میں ایک فرق تھا اور وہ یہ کہ حضرت عائشہؓ تھوڑا تھوڑا جمع کرتی رہتی تھیں‘ یہاں تک کہ جب خاصی مقدار میں جمع ہو جاتا تو تقسیم فرما دیتی تھیں اور حضرت اسماءؓ کا یہ حال تھا کہ وہ کل کے لئے کچھ رکھتی ہی نہ تھیں۔

حضرت عائشہؓ عابدہ‘ زاہدہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والی اور آخرت کی بہت فکر رکھنے والی تھیں۔ ایک مرتبہ دوزخ یاد آ گئی تو رونا شروع کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کا سبب پوچھا تو عرض کیا: مجھے دوزخ کا خیال آ گیا اس لئے رو رہی ہوں۔ مرض الوفات میں جو لوگ مزاج پرسی کو آتے اور بشارت دیتے تو آخرت کے حساب کے ڈر سے فرماتیں: کاش میں پتھر ہوتی‘ کاش کسی جنگل کی گھاس ہوتی۔

حضرت عائشہؓ کی وفات منگل کی شب ۱۷/ رمضان المبارک ۵۸ھ کو ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا سن وفات ۵۷ھ ہے۔ وفات کے قریب وصیت فرمائی کہ میں رات ہی دفن کر دی جاؤں‘ چنانچہ وتر کی نماز کے بعد جنت البقیع کے سپرد کر دی گئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور دفن کے لئے ان کے حقیقی بھانجے حضرت عبداللہ اور عروہؓ اور ان کے بھائی کے بیٹے عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکرؓ قبر میں اترے اور ان کو دفنا دیا۔ رضی اللہ عنہا وارضاہا۔

☆☆..........☆☆

ASJ
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR,
MITHADER, KARACHI. PHONE: [illegible]

اقلیمِ علم کا تاجدار

آج ۱۷/اکتوبر ۲۰۰۳ء کو ہمارے شیخ و مربی محدث العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کی رحلت کو پورے ۲۶ سال ہوگئے ہیں۔ مگر ان کی جدائی کا صدمہ اور رحلت کا سانحہ آج بھی تازہ ہے۔ ان کے علوم و معارف کی بہار سرسبز اور زہد و اتقا کا نقش واضح اور نمایاں ہے۔ زندہ قومیں اپنے اسلاف کو فراموش کرنے کے بجائے ان کے نقش پا سے راستے ڈھونڈتی ہیں۔ اور ان کی سیرت و سوانح کے آئینہ صافی کو سامنے رکھ کر اپنی سیرت و کردار کو ڈھالتی ہیں' ان کے نقوش زندگی سے شخصیت سازی کا کام لیتی ہیں اور ان کی ایک ایک ادا کو تاریخ کے اوراق میں محفوظ کر کے آنے والی نسلوں کی راہ نمائی کا سامان کرتی ہیں۔

مسلمان ایک زندہ قوم ہے اور اسلاف سے وابستگی اس کا امتیاز و اختصاص ہے۔ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف بری کو چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے مگر بحمد اللہ آج بھی مسلمانوں کے پاس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ نہ صرف محفوظ ہے بلکہ ان کے قلب و دماغ پر نقش کالحجر ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک ایک صحابی رسول' تابعین' تبع تابعین' ائمہ مجتہدین اور اسلاف امت کی محنت و جدوجہد' زہد و اتقا اور قربانیوں کی تاریخ اور نقوش زندگی کی پوری تفصیلات ٹھیک اسی طرح محفوظ ہیں' جس طرح کسی عینی شاہد کے قلب و دماغ پر کسی شخصیت کے بارے میں معلومات کا ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ اس لئے جی چاہتا ہے کہ اس تاریخی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے شیخ حضرت بنوریؒ کی شخصیت کی ایک جھلک دور حاضر کے ان مسلمانوں کی خدمت میں پیش کی جائے جنہوں نے حضرت بنوریؒ کا نام تو سنا ہے مگر ان کی قدآور شخصیت اور کارناموں سے ناآشنا ہیں۔

محدث العصر حضرت اقدس علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کا نسبی تعلق امام ربانی مجدد الف ثانی کے خلیفہ اجل حضرت سید آدم بنوریؒ سے تھا۔ آپ کی

مولانا سعید احمد جلال پوری

ولادت ۶/ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ میں حضرت مولانا سید محمد زکریا بادشاہ ایسے صاحب کمال و حال بزرگ کے ہاں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کابل اور پشاور میں ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا' جہاں اس دور کے غزالی و رازی مسند تدریس پر فائز تھے۔ آپؒ نے جہاں دوسرے اکابر سے کسب فیض کیا وہاں بطور خاص امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے آپ میں زہد و اتقا' علم و فضل اور خدمت و سعادت مندی کے پوشیدہ جواہر دیکھتے ہوئے آپ کو خصوصی توجہات سے نوازا' مشکوٰۃ شریف تک دارالعلوم دیوبند میں قیام رہا۔ جب حضرت اقدس امام العصر اپنے رفقاء سمیت جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے تو آپ نے بھی اپنے استاذ اور شیخ کی رفاقت کو دارالعلوم دیوبند پر ترجیح دی اور جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لے گئے۔ ڈابھیل ہی میں دورۂ حدیث کی تکمیل ہوئی اور وہاں ہی مسند تدریس پر فائز ہوگئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کا شمار بڑے اساتذہ میں ہونے لگا۔ اور تفسیر و حدیث کی مسند پر فائز کردیئے گئے' آپ پر یوں تو تمام اساتذہ کو ہر اعتبار سے بھرپور اعتماد تھا مگر آپؒ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے معتمد خاص تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے کہ آپ نے حضرت کشمیریؒ کی شخصیت' علم و فضل' زہد و تقویٰ اور سیرت و کردار کو گویا ہضم کر لیا تھا۔ ڈابھیل سے واپسی پر کچھ عرصہ پشاور میں قیام رہا' وہاں جمعیت علمائے اسلام کی قیادت و سیادت فرمائی۔ قادیانیوں اور بے دینوں کی سرکوبی کی' قیام پاکستان کے بعد جامعہ اسلامیہ ٹنڈو الہ یار میں مسند تفسیر و حدیث پر فائز رہے۔ آخر میں کراچی کے ایک صاحب کی معیت میں مدرسہ کھولا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد یقین ہوگیا کہ آپ جس انداز میں کام کرنا چاہتے ہیں وہ صاحب اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں' لہٰذا وہاں سے علیحدگی اختیار فرمائی اور جامع مسجد بنوری ٹاؤن سے ملحق قطعہ اراضی پر مدرسہ کی داغ بیل ڈالی جو آج جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے نام سے موسوم ہے۔

یہاں آپ نے تخصص کے درجات سے کام کی ابتدا فرمائی۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا ادارہ دوسرے اداروں سے ممتاز ہے کیونکہ دوسرے مدارس میں حفظ وناظرہ اور ابتدائی کتب سے دورۂ حدیث اور پھر تخصص کی طرف ترقی ہوتی ہے لیکن ہمارے ادارہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ابتداء تخصص سے کی گئی ہے بعد میں دورۂ حدیث سے لے کر ابتدائی درجات اور حفظ وناظرہ تک کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت بنوری قدس سرہ نے جس عسرت وتنگی اور مشقت ومصائب کے دریا جھیل کر اس مدرسہ کی داغ بیل ڈالی اور اس کو پروان چڑھایا اس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت بنوری قدس سرہ جامعہ علوم اسلامیہ کی تاسیس، اغراض ومقاصد اور اس کی راہ میں مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے خودنوشت سوانح میں لکھتے ہیں:

"جب دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار سے قطع تعلق کیا تو کراچی سے پشاور تک پاکستان کے دس بارہ سے زیادہ علمی اداروں نے صدر مدرس وغیرہ کے منصب پیش کیے لیکن کسی کو قبول نہ کیا اور باقی ماندہ تھوڑی سی عمر ادھر ادھر ضائع کرنے اور نئے تجربات کرنے کے بجائے یہی مناسب سمجھا کہ [illegible] میں اپنے انداز ہی کا مدرسہ قائم کیا جائے اور وہاں اپنے طویل تعلیمی تجربہ کی روشنی میں طلبہ کی تعلیم وتربیت کا ایک خاص نظام رائج کیا جائے جو نسل جدید کے لیے مفید ہو لیکن ایسی عظیم الشان مہم کے لئے اولاً: اونچے درجے کے اخلاص کی حاجت، ثانیاً: ہمت بلند کی ضرورت، ثالثاً: جہد مسلسل اور صبر واستقامت درکار، رابعاً: رفقاء کے روحانی و مادی تعاون کی احتیاج۔ مجھے احساس تھا کہ مجھے یہ چیزیں میسر نہیں اور ان کے بغیر کسی کام کی ابتداء خوابوں کی دنیا بسانے اور ٹھنڈے لوہے پر چوٹ لگانے کے مترادف ہے۔ "وانّی لھم التناوش من مکان بعید" لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ حرمین شریفین کا سفر کروں، حج و زیارت کی سعادت حاصل کروں اور حج وزیارت کو ایسے کام کی توفیق کا ذریعہ بناؤں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو محبوب ہو اور وہاں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کروں کہ میرے دل میں وہ کام ڈالے جو دین وعلم کی خدمت کے سلسلہ میں میرے مناسب حال ہو۔

چنانچہ بروز جمعہ ۴/ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ کو ہوائی جہاز سے بصرہ گیا اور وہاں سے عراقی طیارہ سے جدہ اترا اور مکہ مکرمہ پہنچا۔ ان مقدس مقامات میں قبولیت دعا کے خصوصی مقامات ومبارک اوقات اور خاص کیفیت کی گھڑیوں میں اس مقصد وحید کے لئے خوب دعائیں مانگتا رہا۔ مکہ مکرمہ میں بیس روز گزار کر زیارت روضۂ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی غرض سے مدینہ منورہ روانہ ہوا، وہاں بتیس دن قیام رہا اور استخارہ واستشارہ کے بعد پختہ ارادہ

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed ® BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-Iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

کرلیا کہ دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار سے مستعفی ہوکر نئے مدرسہ کی بنیاد ڈالوں گا اور اسے ایک خاص نہج پر چلاؤں گا۔ پاکستان واپس پہنچا تو حیران تھا کہ کیا کروں اور کیسے کروں؟ تقریباً سال بھر اسی شش و پنج میں گزرا اس اثناء میں ایک صاحب ثروت حاجی یوسف سیٹھی (جنہوں نے اپنی دولت قرآن کریم اور دینی تعلیم عام کرنے کے لئے وقف کررکھی تھی) آئے اور تقریباً پچاس ہزار روپے مجھے پیش کرنا چاہے (جو میرے اور مولانا عبدالرحمن کامل پوری کے لئے تقریباً پانچ سال کے مشاہرہ کے لئے کافی ہوتے) تاکہ ہم نئے مدرسہ کا افتتاح کردیں، لیکن میں نے یہ کہہ کر وہ خطیر رقم واپس کردی کہ میں متعدد وجوہ کی بنا پر مدرسہ کی بنیاد رکھنے سے قبل کسی قسم کی امداد و معاونت قبول نہیں کرسکتا، ہاں مدرسہ کے افتتاح کے بعد جو معاونت ہوگی شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی لیکن میں جتنا انکار کرتا رہا وہ اتنا ہی اصرار کرتے رہے، تاہم میں نے اس معاونت کے قبول کرنے سے قطعی انکار کردیا۔ بعدازاں اپنے ایک دوست کی رفاقت میں مدرسہ کھولنے کا ارادہ کیا، اس سلسلہ میں بعض ان حضرات کی معرفت جو حکومت میں اثر رکھتے تھے، حکومت سے مطالبہ کیا کہ مدرسہ کی تعمیر کے لئے ہمیں کوئی جگہ دی جائے، حکومت نے کراچی شہر سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر شمال مغرب میں "حب ندی" کے قریب "لال جیوہ" نامی مقام پر دس ایکڑ زمین دینے پر رضامندی ظاہر کردی، مادی وسائل کی قلت، حصول کتب، طلبہ کے وظائف، مدرسین حضرات کی تنخواہوں وغیرہ کی درپیش مشکلات کے سبب ابھی میں تردد ہی میں تھا کہ اس جگہ کام شروع کروں یا نہیں کہ اخبارات میں میری طرف سے یہ اعلان شائع ہوگیا کہ دینی مدارس کے فارغ التحصیل طلبا کے لئے تخصص و تکمیل کے درجے کے لئے ایک مرکز کا افتتاح کیا جارہا ہے جس کا طریقہ تعلیم اور نصاب تعلیم یہ ہوگا: ۱:......مشکلات قرآن کی تعلیم، ۲:......مشکلات حدیث کا درس، ۳:...... فقہاء کے مذاہب کا مقارنہ ابن رشد کی کتاب بدایۃ المجتہد کا پہلا جزو، ۴:......مقدمہ ابن خلدون کی تعلیم، ۵:......حکیم الہند شاہ ولی اللہ دہلوی کی "حجۃ اللہ البالغۃ" کا پہلا جزو، ۶:......تاریخ ادب عربی کے سلسلہ میں "تاریخ ادب عربی" اور "الوسیط"، ۷:......تحریر و انشاء اور عربی لکھنے بولنے کی مشق اور اس کے لئے موضوع سے متعلق کتابوں کا یاد کرنا، مثلاً ابن الاجدابی کی "کفایۃ المتحفظ" اسکافی کی "مبادی اللغۃ العربیۃ" ہمدانی کی "الالفاظ الکتابیہ" ابو منصور ثعالبی کی "فقہ اللغۃ" وغیرہ۔ یہ اعلان ہوتے ہی دس بارہ فارغ التحصیل طلبا میرے پاس پہنچ گئے، جن میں دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فضلاء

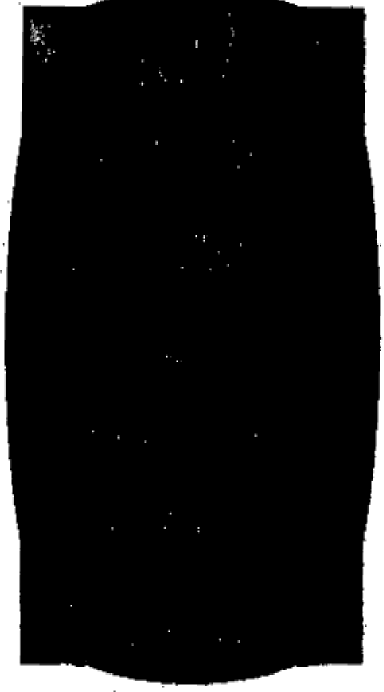
مساجد کے لئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
پتہ:
این آر ایونیو، نزد حیدری پوسٹ آفس، بلاک "جی" برکات حیدری، ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

بھی تھے اکثریت ان طلبہ کی تھی جو پاکستان کے مدارس سے سند یافتہ تھے اب میں طلبہ کے لئے کتابیں خریدنے اور ان کو وظیفہ دینے پر مجبور تھا' اس وقت میرے پاس میرے ایک فاضل دوست کے بارہ سو روپے امانت تھے میں نے ان سے وہ قرض لے کر ضروری کتابیں جو میسر آسکتی تھیں خرید لیں۔ جس رفیق کے ساتھ مل کر میں نے اس کام کو شروع کیا تھا وہ اپنے مخلص احباب ورفقاء سے چندہ وغیرہ جمع کرنے لگے اور میں نے عملی کام شروع کردیا' ساتھ ہی اپنے احباب کو طلبہ کی معاونت اور ضروری اسباب مہیا کرنے کی طرف متوجہ کرتا رہا' لیکن جلد ہی مجھے احساس ہوا کہ میں اپنے اس رفیق کے ساتھ رہتے ہوئے صحیح کام نہیں کرسکتا اور طلبہ کی جس طرح دینی وعلمی' اخلاقی وعملی تربیت کرنا چاہتا ہوں وہ ان کے ساتھ رہتے ہوئے نہیں ہوسکتی' میرا ذوق اور خیالات ان صاحب سے مختلف تھے ساتھ ہی کچھ اور حوادث اور تکلیف دہ واقعات بھی پیش آئے جن کا تذکرہ بے سود ہے مجھے امید ہے کہ خدا مجھے اس کا صلہ آخرت میں دے گا۔ اس صورت حال کے پیش نظر میں ان سے قطع تعلق کرنے اور اس جگہ کو چھوڑنے پر مجبور ہوگیا اور اب میں نے یہ کوشش کی کہ کوئی مناسب جگہ دیکھ کر وہاں کام شروع کروں اور اپنے طرز کا مدرسہ کھولوں۔ اس کام کے لئے جامع مسجد نیوٹاؤن جس کی تعمیر ابھی شروع ہی ہوئی تھی' مجھے پسند آئی جامع مسجد کے ساتھ ہی ایک ٹکڑا فارغ پڑا تھا' منتظمین مسجد کا خیال تھا کہ جامع مسجد کی تعمیر سے فراغت کے بعد کبھی خدا نے موقع دیا تو وہاں پر مدرسہ بنائیں گے میں نے مسجد کے سیکریٹری جناب محمد سلیم صدیقی لکھنویؒ اور خزانچی حاجی محمد یعقوب کالیہ کو یہ پیشکش کی کہ جس مدرسہ کو وہ ایک مدت کے بعد بنانا چاہتے ہیں' اس کو میرے حوالہ کردیں اور میں نے صاف الفاظ میں انہیں بتلادیا کہ میں آپ حضرات سے کسی قسم کی معاونت کا خواہاں نہ ہوں' نہ تعمیر کے سلسلہ میں نہ کتابوں اور طلبہ کے وظائف وغیرہ کے سلسلہ میں' آپ حضرات صرف اتنا احسان کریں کہ اس فارغ قطعہ اراضی سے مجھے فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دیں' کمیٹی میں اس وقت مخلص قسم کے تاجر پیشہ لوگ تھے' جن میں حاجی وجیہہ الدین دہلوی رحمہ اللہ جیسے سمجھدار' تجربہ کار' مخلص اور نیک لوگ موجود تھے جنہوں نے مسجد کی تعمیر اور دینی مدرسہ اور دارالمطالعہ کے قیام کے لئے حکومت سے تین سال مقدمہ لڑ کر یہ زمین حاصل کی تھی' کمیٹی کے سب اراکین نے متفقہ طور پر مدرسہ کا انتظام وانصرام و دیگر تمام معاملات میرے سپرد کردیئے۔ جب میں اس جامع مسجد میں پہنچا تو ابھی اس کا سنگ بنیاد ہی رکھا گیا تھا' وہاں نہ وضو خانہ تھا' نہ استنجا خانہ' رہنے کا مکان تھا نہ رہنے کے قابل کوئی جگہ' نہ ضروریات زندگی کا کوئی وجود تھا' ادھر میں بالکل خالی ہاتھ تھا' میرے پاس کچھ بھی نہ تھا' مجبوراً مجھے ایک تاجر حاجی علیم الدین صاحب جے پوری سے تین سو روپے قرض لینا پڑے اور ان میں سے تیس روپیہ فی طالب علم کے حساب سے طلبہ کو ایک ماہ کا وظیفہ تقسیم کردیا' اس طرح سے ۱۹۵۳ء میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ (حال جامعہ علوم اسلامیہ) کی بنیاد رکھی گئی اور یوں کام کی ابتدا محض اللہ جل شانہ کے توکل اور بھروسہ پر ہوئی اور خدا کا شکر ہے کہ اس دینی وعلمی کام میں خدا کے بھروسہ واعتماد پر کام شروع کرکے مجھے اللہ کے متوکل بندوں سے مشابہت کا موقعہ میسر آگیا اگرچہ میں ان میں سے ہوں نہیں۔ یہ تھی ابتدا کار' اس راستہ میں جو مصائب وآلام تکالیف اور مشقتیں اٹھانا پڑیں اور افکار کے جن کچلا دینے والے ہجوم سے گزرنا پڑا' ان کا تذکرہ بے معنی ہے خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے کمزور شخص کو توفیق و استقامت بخشی۔ فللّٰہ الحمد' خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس مدرسہ کو اس کی نو عمری اور ابتدا ہی میں تعلیم وتربیت کی حسن وخوبی اور نظم ونسق کی عمدگی وغیرہ میں دوسرے مدارس ومعاہد سے ممتاز کردیا۔" (بینات اشاعت خاص بنوری نمبر صفحہ ۱۸۱تا۱۸۲)

اس وقت مدرسہ میں حفظ وناظرہ' تجوید' درجہ اعدادیہ سے لے کر دورۂ حدیث' تخصص فی الفقہ' اور تخصص فی الحدیث کے شعبوں میں تقریباً دس ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں اور جامعہ علوم اسلامیہ کی ۱۷ سے زائد شاخیں ہیں' جن میں مجموعی طور پر اساتذہ اور عملہ کی تعداد دو ہزار سے زائد افراد پر مشتمل ہے۔ مدرسہ کا اس وقت سالانہ اخراجات کا میزانیہ پانچ کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔ اب تک مدرسہ سے پانچ ہزار سے زائد فضلاء دورہ حدیث کرچکے ہیں' مدرسہ میں ایک شعبہ دارالافتاء قائم ہے' جس میں تقریباً ۸ سے ۱۰ مفتیان کرام ہر وقت مصروف عمل رہتے ہیں۔ اسی طرح مدرسہ کی جانب سے اردو' عربی اور انگلش تین زبانوں میں قرآن وسنت کی تعلیمات کی اشاعت وترویج کے لئے ماہنامہ بینات کے نام سے مجلّات شائع ہورہے ہیں جو بحمد اللہ! دین اسلام کی مدافعت اور ہر قسم کے الحاد وزندقہ کے مقابلہ میں تیغ براں کا کردار ادا کررہے ہیں۔ یہ سب حضرت بنوری قدس سرہ کی حسنات ہیں' جو ان کے خلوص واخلاص کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حضرت بنوری کا اخلاص ہی تھا کہ اس مدرسہ نے اپنے قیام کے تھوڑی عرصہ بعد ہی اندرون وبیرون ملک وہ محبوبیت ومقبولیت حاصل کی کہ دنیا بھر سے تشنگان علم وفضل کشاں کشاں مدرسہ کی طرف آنا شروع ہوگئے۔ آج دنیا کا کوئی ملک ہی ایسا ہوگا جہاں حضرت بنوری اور ان کے ادارہ کے فیض یافتہ خدمت دین انجام دیتے نظر نہ آتے ہوں۔ حضرت بنوریؒ ایسی شخصیتیں بلا

مبالغہ صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ آپ کو یوں تو تمام علوم عربیہ اسلامیہ میں رسوخ اور مہارت حاصل تھی' مگر حدیث' تفسیر اور فقہ میں ان کو جو درجہ اور ملکہ حاصل تھا اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ وہ ان علوم میں درجہ امامت پر فائز تھے وہ بے مثال محدث' عدیم النظیر فقیہ' فقید المثال مصنف اور شارح تھے۔ ان کی شہرت' وقار اور عظمت علمی کا چرچا بلاد اسلامیہ' عرب' افریقہ' مشرق بعید' یورپ اور امریکہ سب جگہ تھا۔ عربی ادب پر ان کی نظر نہایت گہری اور وسیع تھی۔ عربی ان کا اوڑھنا بچھونا تھی' وہ عربی کے بلند پایہ انشاء پرداز اور شاعر و ادیب تھے۔ نہایت ہی فصیح و بلیغ عربی بولتے اور لکھتے تھے' ایسا محسوس ہوتا گویا عربی ان کی مادری زبان تھی۔ اس کے علاوہ تدریس میں وہ اپنے وقت کے امام تھے اسی طرح اردو تحریر و انشاء میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن کمالات خصائل و خوبیات سے نوازا تھا' قلم ان کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے۔ حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے کمالات کا جو نقشہ پیش کیا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے مناسب معلوم ہوتا ہے اسے ذیل میں نقل کر دیا جائے چنانچہ حضرت شہیدؒ لکھتے ہیں:

''حق تعالیٰ شانہ نے حضرت شیخ قدس سرہ کو اس قدر ظاہری و باطنی کمالات سے نوازا اور ذاتی خوبیوں سے آراستہ فرمایا تھا کہ نہ تو ان کا صحیح ادراک ہو سکتا ہے' نہ ان کے لئے مناسب الفاظ و تعبیرات مل سکتی ہیں' عام لوگ انہیں اخباری اصطلاح پر بس ایک ''ممتاز عالم دین'' اور ''عظیم راہنمائے ملت'' کی حیثیت سے جانتے تھے عرب دنیا ان کی عربیت' فصاحت و بلاغت اور وسعت معلومات کا لوہا مانتی تھی' اہل علم ان کے فضل و کمال' ان کے زہد و تقویٰ' ان کے اخلاص و عزیمت اور ان کی شجاعت و نجابت کے معترف تھے حکام ان کی ہیبت و غیرت' ان کی جرأت و استقامت اور ان کی حق گوئی و بے باکی سے خائف تھے۔ اہل زیغ' ملاحدہ و زنادقہ ان کی ضرب ید اللّٰہی سے لرزاں تھے' طلبہ ان کے حدیثی و تفسیری' فقہی و کلامی معارف و افادات پر سر دھنتے تھے احباب ان کے حسن صورت' حسن سیرت' حسن مصاحبت' حسن معاشرت' حسن تکلم اور حسن تبسم پر گرویدہ تھے۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ:

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست

بسیار شیوہ ہاست بتان را کہ نام نیست

حضرت قدس سرہ کی ایک ایک ادا اپنے اندر ''بسیار شیوہ ہا'' رکھتی تھی' ان کی ایک ایک جنبش لب بجلیاں گراتی تھی' ان کا ایک ایک نقش پا جادہ استقامت کی نشاندہی کرتا تھا۔ حضرت قدس سرہ علم کا خزانہ تھے۔ عمل کا نمونہ تھے' عاقل و فہیم تھے' ذکی لبیب تھے۔ عابد و زاہد تھے' متقی و پرہیز گار تھے' جری و بہادر تھے' نڈر' حق گو' ذہن رسا پایا تھا۔ انہیں جو کچھ ملا تھا' موہبت خداوندی سے ملا تھا اور ان کے وجود میں اس قدر خوبیاں' صفات' اوصاف و کمالات قدرت نے جمع کر دیئے تھے کہ ایک بڑی جماعت پر تقسیم کر دیئے جائیں تو محاسن سے مالا مال ہو جائے۔ حضرت شیخ کو حق تعالیٰ نے محبوبیت و محبوبیت کا بلند ترین مقام عطا فرمایا تھا' اور صحیح بخاری کی حدیث: ''ثم یوضع لہ القبول فی الارض'' کے مطابق ان کی یہ محبوبیت عطیہ آسمانی تھا' وہ ہر محفل میں ''چراغ محفل'' ہوتے' خواہ یہ محفل بادشاہوں کی ہوتی یا درویشوں کی' طلبہ کی یا دانشوروں کی' عربوں کی یا عجمیوں کی' احباب کی یا اغیار کی' وہ سب پر بھاری نظر آتے۔ انہیں بڑے قد آور بادشاہوں اور سربراہان مملکت سے لے کر ادنیٰ لوگوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں تک سے باتیں کرتے دیکھا' مگر ان کی صولت و شوکت' ان کی زیبائی و رعنائی' ان کے حسن و جمال' ان کے جاہ و جلال' ان کے علم و وقار کا رنگ ہر جگہ یکساں نظر آیا۔ ان کی محبوبیت ہر جگہ نمایاں جھلکتی نظر آئی۔ انہیں اپنے اللہ پر بڑا اعتماد تھا' بڑا ناز تھا' یقین و توکل ایسا تھا گویا وہ لوح محفوظ سے ابھی ابھی پروانہ لے کر آئے ہیں۔ انہیں اسباب و وسائل کی پرواہ نہیں تھی وہ جو کچھ کرتے تھے خدا کے لئے اور خدا کے بھروسے پر کرتے تھے۔ حضرت کا یہ فقرہ آج بھی بہت سے لوگوں کے کانوں میں گونج رہا

﴿جنت میں گھر بنانے کا سنہری موقع﴾

قادیانیت اور دیگر فتنوں کے گڑھ میں تین کنال پر

عظیم الشان

جامع مسجد ختم نبوت و جامعہ انوار الاسلام

(چھنی گھلہ قادر آباد کالونی)

کا سنگ بنیاد پیر طریقت حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ کی عطا کردہ خشت اول سے رکھ دیا گیا ہے' اس عظیم الشان منصوبے کی تکمیل میں تعاون فرما کر خاتم الانبیاء ﷺ کی شفاعت حاصل کریں

رابطہ: حافظ افضال الحق کھٹانہ ناظم اعلیٰ جامعہ انوار الاسلام علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ فون: 04346-332415

ترسیل زر کے لئے رقوم چیک/ ڈرافٹ اکاؤنٹ نمبر 256 مسلم کمرشل بینک علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

ہوگا کہ: زمین و آسمان کے خزانے اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں' اگر ہم اخلاص کے ساتھ اس کے دین کا کام کریں تو اس کے خزانے میں کیا کمی ہے؟ وہ جس کام کا ارادہ کرتے تھے اس کے لئے استخارے کرتے' دعائیں کرتے' غلاف کعبہ پکڑ کر گڑگڑاتے' روضۂ رسول کی جالیوں کے سامنے حق تعالیٰ سے التجائیں کرتے' اہل قلوب سے دعائیں کرتے' معاملہ فہم مخلصین سے مشورے کرتے' ان دعاؤں اور استخاروں کا سلسلہ بسا اوقات مہینوں تک چلتا' اور جب پوری طرح اطمینان ہوجاتا کہ اس میں نفسانی خواہش کا کوئی شائبہ نہیں تو توکل برخدا اسے شروع کردیتے' اور پھر نتائج سے بے نیاز ہوکر اس پر اپنی ساری توانائیاں صرف کردیتے۔ چنانچہ "مدرسہ عربیہ اسلامیہ" کا قیام اسی نہج پر ہوا اور اس راستے میں جو مشکلات پیش آئیں' جو مجاہدے کئے اور صبر و عزیمت سے ناموافق حالات کا جس طرح مردانہ وار مقابلہ کیا وہ ایک مستقل باب ہے۔" (اشاعت خاص بینات بنوری نمبر صفحہ ۸۰۸۹)

حضرت بنوری قدس سرہ جہاں درس و تدریس کے شہسوار تھے' وہاں آپ تقریر و تحریر اور تصنیف و تالیف کے اعتبار سے قرون اولیٰ کی یادگار تھے' آپ کی تمام تصانیف عربی زبان میں ہیں' ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں: ۱:...... بغیۃ الاریب فی مسائل القبلہ والمحاریب' ۲:...... نفحۃ العنبر فی حیاۃ امام العصر الشیخ محمد انور' ۳:...... یتیمۃ البیان فی شئی من علوم القرآن' ۴:...... معارف السنن شرح سنن الترمذی چھ جلد' ۵:...... عوارف المنن مقدمہ معارف السنن (غیر مطبوعہ) ۶:...... الاستاذ المودودی وغیرہ۔ اس کے علاوہ بہت سی کتابوں پر آپ کے قلم سے علمی و تحقیقی مقدمے اور پیش لفظ بھی لکھے گئے' جنہیں بعد میں مقدمات بنوریہ کے نام سے یکجا کرکے شائع کیا جاچکا ہے۔

آپ چونکہ زندگی بھر ماہنامہ "بینات" کراچی کے مدیر رہے' اس لئے آپ کے قلم فیض رقم سے جو بصائر و عبر شائع ہوئے بعد میں انہیں بھی دو جلدوں میں یکجا کرکے شائع کردیا گیا۔ آپ جہاں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بانی' مدیر و شیخ الحدیث تھے' وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر' اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن' قاہرہ کی مجمع بحوث الاسلامیہ' جمہوریہ سوریا کی اکیڈمی المجمع العلمی العربی' رابطہ عالم اسلامی اور مجلس علمی کراچی کے بالترتیب رکن و اعزازی نگران کے منصب پر فائز تھے۔ آپ نے ہر فتنہ کی سرکوبی کی' خصوصاً فتنہ قادیانیت اور ڈاکٹر فضل الرحمن کے ملحدانہ نظریات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے ہر دینی تحریک اور پاکستان میں نفاذ اسلام کی کوششوں میں قائدانہ کردار ادا کیا' آپ کی وفات کا سانحہ بھی اسی قسم کے ایک دینی سفر کے دوران پیش آیا۔ چنانچہ آپ اسلام آباد میں اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں شریک تھے کہ داعی اجل کا بلاوا آگیا۔ یوں دوشنبہ ۳/ ذوالقعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۷/ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو یہ اقلیم علم کا تاجدار ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوکر راہی عالم آخرت ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

☆☆............☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرٹس سپلائرز
N-91

ALIDC
ADVANCED LEARNING INSTITUTE
& DEVELOPMENT CENTRE
Provides all kinds of Software Development and Training Solutions to all large and small business organizations.
Kinds of Services
- ERP Solutions (Our expertise are SAP,JD Edward & PeopleSoft) Or Small Packages Like GL, Inventory System, HR, Payroll, etc.
- Desktop Application Development
- Web enabled Application Development
- Web site Development
- Domain Registration
- Web site Hosting
- Training for all Advance Courses like JAVA, XML, Cold Fusion, ASP, .Net, RUP, C#
Contact: Plot # 419, Street # 11/D, Mehmoodabad # 4, Karachi -75460, Pakistan.
URL:-http://www.alidc.com.pk , Email: - info@alidc.com.pk
Tel: - +92-21-5892683 , Mobile: - 0333-2158071

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150 روپے	مقدمہ قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75 روپے	خاتم النبیین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ قیمت: 75 روپے	رئیس قادیان مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: 100 روپے	آئینہ قادیانیت مولانا اللہ وسایا قیمت: 50
تحفۂ قادیانیت (جلد اول) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد سوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد چہارم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد پنجم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150
احتساب قادیانیت (جلد اول) مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد سوم) مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد چہارم) علامہ کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد پنجم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے
احتساب قادیانیت (جلد ششم) قاضی سلمان منصور پوریؒ پروفیسر یوسف سلیم چشتی قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہفتم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہشتم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد نہم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دہم) مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ قیمت: 125 روپے
قومی تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا قیمت: 100 روپے	قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: 60 روپے	رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبد اللطیف مسعودؒ قیمت: 100 روپے	سوانح مولانا تاج محمودؒ صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 100 روپے	اٹھارہ اہم پیشگوئیاں مولانا محمد اقبال رنگونی قیمت: 20 روپے

نوٹ: تحفۂ قادیانیت مکمل سیٹ 600 روپے، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ 1,000

ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

پتہ: ناظم دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس
تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

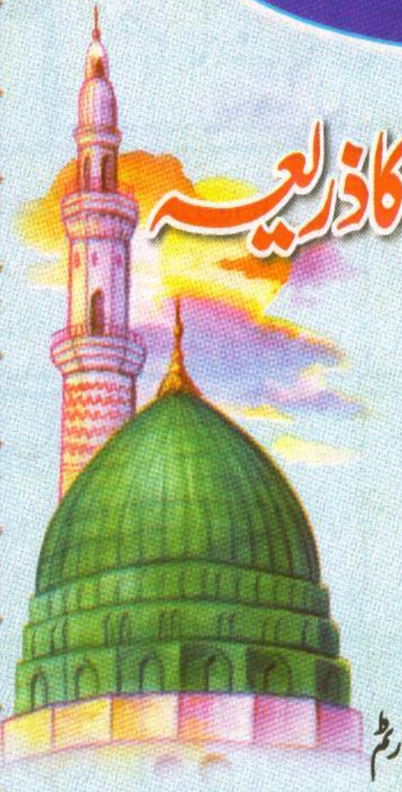

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت سے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 514122-583486 فیکس: 542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ، مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ، رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ